محدث

وَدَاعِيًا إِلَى اللّٰهِ بِإِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا

ج 12

ش 3

12 - 3

مجلس التحقيق الاسلامی

مدیر اعلیٰ
حافظ عبدالرحمن مدنی

ماہنامہ محدث لاہور

ماہنامہ 'محدث' لاہور کا اجمالی تعارُف

مُدیرِ اعلیٰ: حافظ عبدالرحمٰن مدنی   مُدیر: ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ 'محدث' لاہور، ہندوستان سے نکلنے والے ایک رسالے کی ہی ارتقائی شکل ہے۔ جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والے رسالے - جس کا نام محدث تھا- کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیمِ ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ 'محدث' لاہور کے نام سے پاکستان میں معروف عالم دین ودانشور حافظ عبدالرحمٰن مدنی حفظہ اللہ نے اس کا اِجراء کیا۔ یہ تحقیقی رسالہ ۱۹۷۰ء سے اب تک کامیابی وکامرانی سے شائع ہورہا ہے، وللہ الحمد!

محدث کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہر صاحبِ علم وفضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور ملحدانہ افکار کیلئے شمشیرِ بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

گھر بیٹھے 'محدث' وصول کیجئے!

قارئین کرام! گھر بیٹھے محدث حاصل کرنے کیلئے درج ذیل طریقہ کار اختیار کریں!

فی شمارہ: ۲۰روپے   زرِ سالانہ: ۲۰۰روپے بیرون ملک: ۲۰ڈالر

بذریعہ منی آرڈر ربینک ڈرافٹ ۲۰۰روپے بھیج کر سال بھر گھر بیٹھے محدث وصول کریں اور علمی و تحقیقی مضامین سے استفادہ کریں۔   ایڈریس: ماہنامہ محدث، ۹۹ جے، ماڈل ٹاؤن، لاہور ۵۴۷۰۰

فون نمبر: 042 - 3586639 / 35866476   موبائل: 0305 - 4600861

انٹرنیٹ پر محدث پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کیلئے درج ذیل ویب سائٹ دیکھئے!

www.mohaddis.com   www.kitabosunnat.com __

مزید تفصیلات کیلئے: webmaster@kitabosunnat.com

اجرائے مُحدث کے مقاصد

☜ عناد اور تعصّب قوم کیلئے زہر ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں!
لیکن تعصّبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کیلئے رحمت کا باعث ہے۔

☜ علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں!
لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دَقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

☜ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے!
لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا حمیت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

☜ تبلیغ دین اور اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کردینا مصالح دینیہ کے خلاف ہے!
لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین ومسائل اسلامیہ کو نرم کردینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

☜ آئین وسیاست سے بیگانہ ہر کر عبادت کیلئے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے!
لیکن جدا ہو دین سیاست سے تورہ جاتی ہے چنگیزی۔

☜ جاہل کو دور ہی سے سلام کردینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے!
لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ محدث لاہور

کا مطالعہ فرمایئے، آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزین پائیں گے، ان شاء اللہ!
کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

magazine.mohaddis.com

ملتِ اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

ماہنامہ مُحدّث لاہور

جلد ۱۲ | ربیع الاول ۱۴۰۲ھ مطابق جنوری ۱۹۸۲ء | عدد ۳

مدیر اعلیٰ

حافظ عبدالرحمن مدنی

مدیر معاون

اکرام اللہ ساجد

دفتر رابطہ

۹۹ جے ماڈل ٹاؤن، لاہور ۱۴

ذیلی دفتر: ۵۴۸۷۳

(فون) صدر دفتر: ۸۵۲۸۹۷

ناشر: حافظ عبدالرحمن مدنی طابع: چودھری رشید احمد مطبع: مکتبہ جدید پریس، ۴۔ شارع فاطمہ جناح، لاہور

زرِ سالانہ: ۱۵/- روپے فی مجلہ: ۱/۵۰ روپے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

فہرست مضامین

فکر و نظر :

۱۔ شانِ رسالت، مقامِ رسالت اور منصبِ رسالت — اکرام اللہ ساجد — ۳

الکتاب والحکمۃ :

۲۔ نزولِ قرآن اور اس کی ترتیب — جناب عبدالرشید عراقی — ۱۴

دارالافتاء :

۳۔ الاستفتاء — مولانا عبدالحمید، مولانا عزیز زبیدی — ۱۹

تاریخ و سیر :

۴۔ حضرت عبداللہؓ بن زید انصاری رضؓ — جناب طالب ہاشمی — ۲۳

مقالات :

۵۔ قتل کی سزا ـــــ قصاص، دیت، کفارہ — محمد بن ابراہیم الہویش۔ ترجمہ: مولانا عبدالرحمان کیلانی — ۲۷

۶۔ اسلامی کتب خانے اور ان کا انتظام — جناب سید جمیل احمد رضوی — ۳۵

شعر و ادب :

۷۔ مٹ گئے کتنے نشاں یاد نہیں! — مولانا عبدالرحمان عاجز — ۴۶

۸۔ تبصرۂ کتب — جناب طالب ہاشمی — ۴۳

عالمِ اسلام کے مایۂ ناز عالمِ دین، دورِ حاضر کے عظیم محدّث

شیخ ناصرالدین البانی

کا انتہائی اہم مضمون آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں

(ادارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکر و نظر

شانِ رسالت، مقامِ رسالت اور منصبِ رسالت

ربّ ذوالجلال والاکرام کے لیے یہ کچھ مشکل نہ تھا کہ چھٹی صدی عیسوی کے وہ لوگ جو دینِ حنیف کو چھوڑ کر شرک کی بھول بھلیوں میں گم ہو چکے اور معبودِ حقیقی سے منہ موڑ کر سینکڑوں خود ساختہ خداؤں کے سامنے اپنی پیشانیاں رگڑ رہے تھے، اچانک ایک ایسی زوردار آواز سے ——— کہ جس کو وقت کا ہر ذی شعور سن اور سمجھ سکتا ——— چونک اُٹھتے کہ: "لوگو، فلاں مقام پر ایک کتاب موجود ہے، جاؤ اسے تلاش کر کے اس پر عمل کرو اور اس میں اپنی دنیاوی اور اخروی فلاح کے سامان تلاش کرو کہ یہ کتاب کتابِ ہدایت ہے ——— اور اس کے کتابِ الٰہی ہونے میں کچھ بھی شک نہیں!" ———

——— مگر ایسا نہیں ہوا!

پھر یہ بھی نہیں ہوا کہ ایک خاص وقت میں ایک کتاب آسمانوں سے اس طرح اترتی کہ اس کے نزول کی کیفیت کو وقت کا ہر انسان اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ——— اور اس بناء پر لوگوں کو اس کے "منزل من اللہ" ہونے کا یقین ہو جاتا تاکہ وہ اپنی زندگیاں اس کی ہدایات کے تحت بسر کر سکیں ——— یہ، اور ایسی کسی بھی صورت کو واقعات اور عقل تسلیم کے لیے تیار نہیں ہیں!

بلکہ ہوا تو یہ ہوا کہ انہی لوگوں میں رہنے اور بسنے والے ایک ممتاز خاندان، خاندانِ قریش کے ایک معزز گھرانے میں ایک بچے کی ولادت باسعادت ہوئی جس کا نام "محمد ﷺ" اور "احمد ﷺ" رکھا گیا ——— جس نے انہی لوگوں کے درمیان اپنے ایامِ شیرخوارگی گزارے، بچپن کی منازل طے کیں، جوانی کی سرحدوں میں قدم رکھا، کاروبار کیا، گھر آباد کیا ——— اور پھر جب عمرِ عزیز کی چالیس بہاریں دیکھ چکا تو اچانک جبکہ وہ ایک پہاڑی غار میں یادِ خدا میں مصروف تھا، اس پیغامِ خداوندی سے مشرف ہوا:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ؕ"

"پڑھ اپنے رب کے نام سے کہ جس نے پیدا کیا، انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا

کیا، پڑھ کہ تیرا رب بہت ہی عزت والا ہے، جس نے قلم کے ذریعہ تعلیم دی اور انسان کو وُہ سب کچھ سکھلایا جس کو وُہ نہیں جانتا تھا۔!"

یہ نزولِ قرآن کی ابتداء تھی ——— اب "محمدؐ" صرف "محمدؐ" نہیں، "محمد رسول اللہ" تھے۔ اور یہی وُہ بنیادی فرق ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیگر ابنائے آدم سے ممتاز کرتا ہے:

"قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ۔"

"(اے نبیؐ) آپ فرما دیجیے کہ میں تمہاری مثل ایک بشر ہوں (لیکن تم میں اور مجھ میں بنیادی فرق یہ ہے کہ) میری طرف وحی کی جاتی ہے (جبکہ تمہیں یہ سعادت حاصل نہیں!)"

——— اور یہ فرق کوئی معمولی فرق نہیں، کہاں ایک عام انسان اور کہاں سیدِ وُلدِ آدمؑ سید الانبیاء، سید الاولین والآخرین، خاتم النبیین، رحمت للعالمین، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کہ جنھیں "اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا[1]" اور "وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا[2]" کا وُہ فخر و اعزاز حاصل ہوا کہ اس سے پیشتر کسی کا بھی نصیب نہ ہو سکا ——— جس کا کلمہ پڑھنے کی صرف اس کی اپنی امت ہی مکلف نہیں، انبیاء علیہم السلام تک سے اس پر ایمان اور اس کی تصدیق کا وعدہ لیا گیا:

"وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْہَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰہِدِیْنَ۔"

کہ "جب اللہ تعالیٰ نے (روزِ اوّل) تمام انبیاءؑ سے یہ وعدہ لیا کہ جب میں تمہیں کتاب و حکمت دے کر (دُنیا میں بھیجوں) پھر تمہارے پاس ایک رسول آجائے، جو تمہاری کتابوں کو سچا بتلائے، تو تمہیں ضرور ضرور اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی مدد (تائید) کرنی ہوگی ——— اللہ تعالیٰ نے پوچھا، "کیا تم اقرار کرتے ہو اور

[1] "میں تم سب لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔" [2] "ہم نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف بشیر اور نذیر بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔"

magazine.mohaddis.com

میرے ساتھ اس پختہ عہد کے لیے تیار ہو؟" ——— تو تمام انبیاءؑ نے جواب دیا، "(جی ہاں) ہم نے اقرار کیا!" ——— رب العزت نے فرمایا، "تو پھر اس بات پر گواہ رہو اور میں خود بھی اس پر گواہ ہوں!" ——— اور اسی بناء پر شب اسریٰ کو تمام انبیاء علیہم السلام کی امامت کا فخر صرف محمد رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہوا!

لیکن یاد رہے کہ یہی محمد رسول اللہ ﷺ، محمد بن عبداللہ بھی ہیں، ابوالقاسم بھی ہیں، عبداللہ اور طیب، طاہر کے ابا بھی ہیں، حسنؓ و حسینؓ کے نانا بھی ہیں۔ سیدہ فاطمہؓ، سیدہ ام کلثومؓ، سیدہ رقیہؓ اور سیدہ زینبؓ کے والد ماجد بھی ہیں ——— امہات المؤمنین (حضرت خدیجہؓ، حضرت سودہؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت ام حبیبہؓ، حضرت ام سلمہؓ، حضرت زینبؓ بنت جحش، حضرت جویریہؓ، حضرت صفیہؓ، حضرت میمونہؓ، اور حضرت زینبؓ بنت خزیمہ) کے قابلِ فخر شوہر بھی ہیں ——— گیارہ چچاؤں اور چھ پھوپھیوں کے بھتیجے بھی ہیں اور اسی لیے تو مخالفین نے یہ اعتراض کیا تھا:

"مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْأَسْوَاقِ!"

کہ "یہ کیسا رسول ہے جو کھانا بھی کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا بھی ہے؟!"

جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْأَسْوَاقِ۔"

کہ "اے نبی ﷺ) ہم نے آپ سے قبل جتنے بھی رسول بھیجے، وہ سبھی کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے بھی تھے۔"!

ایک طرف یہ تمام انسانی علائق ہیں اور دوسری طرف آپؐ رسول اللہ ﷺ ہیں ——— تقویٰ و طہارت، زہد و ورع، اخلاق و حیا اور شرافت و تقدس کا ایک ایسا کامل ترین نمونہ کہ ع

دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں!

بڑے بڑے سیرت نگار، سوانح نگار، فصیح اللسان، لغاظ، اہلِ قلم بھی اس اعتراف پر مجبور کہ ع

لا یمکن الثناء کما کان حقہ،

کہ "آپؐ کی ثناء کما کان حقہ، ممکن ہی نہیں؟

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

حتیٰ کہ شاعرِ رسولؐ حضرت حسانؓ بن ثابت بھی صرف یہی کہہ سکے ؎

وَاَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِيْ وَاَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ [1]

جی ہاں، یہی وُہ کامل و اکمل انسان ہے کہ تمام بنی نوعِ آدم میں سے جس کا ہم رتبہ و ہم پلّہ نہ کوئی ہوا، نہ ہو سکے گا ـــــ انہی کی طرف قرآنِ مجید کا بتدریج نزول شروع ہوا ـــــ ابتدائے وحی سے لے کر انتہائے وحی تک سینکڑوں واقعات پیش آئے، حوادث رُونما ہوئے، زمانے نے ہزاروں رنگ بدلے ـــــ ہر نئے موڑ پر، ہر رنگ میں، ہر پیش آنے والے اہم واقعہ پر وحی الٰہی سے رہنمائی کا سلسلہ جاری رہا ـــــ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ صرف کلامِ الٰہی کی تبلیغ و تعلیم اور تفہیم کے لیے اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ بنے بلکہ امتِ مسلمہ کی عملی قیادت و راہنمائی کا فریضہ بھی آپؐ نے اس خوش اسلوبی سے انجام دیا کہ آپؐ کی سیرت قرآنِ مجید کی عملی تفسیر نظر آنے لگی ـــــ اسی بنا پر حضرت صدیقہ رضؓ نے آپؐ کے بارے میں فرمایا:

"خُلُقُهُ قُرْآنٌ"!

کہ "آپؐ کا خلق قرآنِ مجید (کی عملی تفسیر) ہے"!

اور یہی سنتِ الٰہی بھی ہے ـــــ کسی بھی قوم کی اصلاح کے لیے اللہ تعالیٰ نے نبی اور کتاب دونوں کو ذریعہ بنایا ہے ـــــ بلکہ یوں سمجھیے کہ نبی اور کتاب لازم و ملزوم ہیں، نبی کو کتاب سے الگ کر دیجیے تو محض کتاب ایک ایسی کشتی ہے کہ جس کا ناخدا کوئی نہ ہو اور جس کے انجان اور اناڑی مسافر تمام عمر زندگی کے سمندر میں بھٹکتے پھریں مگر ساحل نا آشنا رہیں ـــــ اور اگر کتاب کو نبی سے الگ کر دیجیے تو خدشہ ہے کہ لوگ ناخدا کو ہی خدا سمجھ بیٹھیں ـــــ اور وُہ مقصد کہ جس کی خاطر نبی کو مبعوث کیا گیا ہے، پہلی ضربِ کاری خود اسی مقصد پر لگے ـــــ یہی وجہ ہے کہ جہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خیر الامم کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا گیا، وہاں انسے ایک لائحہ عمل (قرآن مجید) بھی دیا گیا ـــــ اور جہاں اسے کتاب ہدایت سے نوازا گیا وہاں اسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسا ہادی و راہنما بھی ملا ـــــ اور یوں اس ارشادِ الٰہی کی حقیقت بھی کھل کر سامنے آگئی:

"لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا

[1] آپؐ سے بڑھ کر حسین کسی آنکھ نے نہ دیکھا، آپؐ سے بڑھ کر خوبصورت کسی ماں نے نہ جنا۔ آپؐ ہر عیب سے تو پاک ہیں گویا کہ آپؐ کی خلقت آپؐ کی اپنی تمنا کے مطابق ہوئی ہے۔"!

magazine.mohaddis.com

عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ۔"!

کہ "اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسانِ عظیم فرمایا کہ انہی کی جانوں میں سے، ان میں ایک ایسے رسول کو مبعوث فرمایا جو ان پر اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھتا ہے، ان کا تزکیۂ نفس کرتا اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے، جبکہ اس سے قبل یہ لوگ صریحاً گمراہی میں مبتلا تھے"!

قرآنِ مجید اور متفقہ آثار و شواہد کی روشنی میں جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے، اس سے ہمارے لیے شانِ رسالت، مقامِ رسالت اور منصبِ رسالت کو سمجھ لینا نہ صرف انتہائی آسان ہو جاتا ہے بلکہ اس بناء پر ہمیں ایک واضح لائحہ عمل بھی ملتا ہے:

رسول کوئی مافوق البشر ہستی نہیں ہوتی —— اس دنیا میں جتنے بھی انبیاء علیہم السلام لوگوں کی راہنمائی کے لیے آئے، سبھی ابنِ آدم تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مخاطب فرما کر اللہ رب العزت کا یہ ارشاد کہ: "قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِنَ الرُّسُلِ[1]"، ان تمام عقائدِ باطلہ کی نفی کر دیتا ہے جو آپؐ کی ذاتِ گرامی کے متعلق ہمارے ہاں آج کل پائے جاتے ہیں —— مشرکینِ مکہ بھی کسی بشر کے رسول ہونے کو اچنبھا خیال کرتے تھے اور "هَلْ هٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ أَفَتَأْتُونَ السِّحْرَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُونَ[2]" کہہ کر لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دور رکھنے کا حربہ ان کے اسی عقیدہ کا غماز تھا، جبکہ آج ہمارا عقیدہ بھی یہی ہے کہ رسول اللہ بشر نہ تھے یا بالفاظِ دیگر رسول کسی مافوق البشر ہستی کو ہونا چاہیے —— دراصل یہ سوچ ان لوگوں کی ہے جو شرفِ انسانیت کے متعلق کسی بہت بڑی غلط فہمی کا شکار ہیں، سورۂ "والتین" میں اللہ تعالیٰ نے چار قسمیں کھا کر فرمایا:

"لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ۔"

کہ "ہم نے انسان کو سب سے اچھی صورت میں پیدا کیا ہے"!

دوسری جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ

---

[1] کہہ دیجئے میں کوئی نیا پیغمبر نہیں آیا"!

[2] "یہ رسول تو تمہی جیسا ایک بشر ہے، کیا تم دیدہ و دانستہ اس کے سحر کا شکار ہو رہے ہو؟"

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۔"

کہ "ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی، انہیں بر و بحر میں سواری مہیا کی پاکیزہ رزق عطا کیا اور انہیں اپنی کثیر مخلوقات پر فضیلت عطا فرمائی!"

جبکہ سورۃ البینۃ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کے متعلق فرمایا:

"أُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۔"

کہ "یہ لوگ ساری مخلوق میں بہترین ہیں!"

——— اور اس وقت تو یہ شرف اور بھی زیادہ اہمیت کا حامل ہو جاتا ہے جب ایک انسان اپنے بشری مقتضیات کو افراط و تفریط سے بچا کر راہِ اعتدال پر لے آتا اور انہیں ایک خاص مرکز و محور عطا کر دیتا ہے ——— کیا ایک ایسے انسان کی فضیلت میں کچھ کلام ہو سکتا ہے کہ جس کے ہاتھ سلامت ہیں، لیکن یہ ہاتھ کسی پر ظلم و تعدی اور دست درازی کے لیے نہیں بڑھتے؟ ——— جس کی آنکھیں بینائی سے معمور ہیں، لیکن ان نگاہوں کا زاویہ وہی رہتا ہے جو اللہ رب العزت نے اس کے لیے متعین کر دیا ہے ——— جو چل سکتا ہے لیکن اس کی چال غلط رُخ اختیار نہیں کرتی، جو قوتِ گویائی تو رکھتا ہے، لیکن جھوٹ اور فواحش و لغویات اس کے قریب بھی نہیں پھٹکتے ———؟ ——— جو سوچ تو سکتا ہے لیکن اس کی سوچ کی لہریں شریعت کی متعینہ حدود سے تجاوز نہیں کر پاتیں ——— جو کھاتا بھی ہے اور پیتا بھی، لیکن وہی جو قدرت نے اس کے لیے حلال ٹھہرایا ہے ——— جو اہل و عیال تو رکھتا ہے، لیکن ان کی محبت اس کے دین کے لیے کبھی بھی خطرہ نہیں بنی ——— جو آرام کا متمنی ہے، لیکن میٹھی نیند کو تج کر، نرم و گرم بستر چھوڑ کر کڑکتے جاڑوں میں ٹھنڈے پانی سے وضو کر کے مسجد کا رُخ کرتا اور اپنے خالقِ حقیقی کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتا ہے ——— "تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا" کی یہ کتنی سچی تصویر ہے؟ ——— تو پھر وُہ کہ:

راتوں کے قیام سے جس کے پاؤں متورم ہوئے ——— جس کے لبوں سے ہمیشہ رشد و ہدایت کے پھول ہی برسے ——— جس کو "صادق" و "امین" کے لقب سے ان لوگوں نے یاد کیا جو اس کی جان کے درپے تھے ——— جس نے ان کے بوجھ بھی اپنے سر پر لادے اور انہیں منزلِ مقصود تک پہنچایا جو مخالفین کے پروپیگنڈہ سے متاثر ہو کر اسی سے دُور بھاگ جانا چاہتے تھے ——— جس نے اس کی عیادت میں بھی کوئی کسر نہ اٹھا رکھی جو روزانہ اس کے سر پر گھر کا کوڑا پھینکتی تھی ——— جس نے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

اپنے بدترین دشمنوں کو بھی "لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ" کا مژدہ سنایا ـــــ جو پسند کرتا تو پہاڑ سونے کے بن کر اس کے پابہ رکاب ہوجاتے، لیکن اس کے گھر میں مہینوں چولہا سرد رہتا تھا ـــــ جس کے ہزاروں جانثار ساتھی اس کے گھر کا کام کاج کرنے کو باعثِ سعادت خیال کرتے، لیکن اس کی بیٹی چکی خود پیستی اور پانی کا مشکیزہ خود اپنے کندھوں پر اٹھاتی تھی ـــــ جوانِ رعنا مگر مجسّم شرافت وحیا، جس کی آنکھوں نے کبھی غلط دیکھا، نہ کانوں نے کبھی غلط سنا اور نہ دل و دماغ ہی نے کبھی غلط سوچا ـــــ اگر یہ ایک بشر ہونے کے باوجود ان عظمتوں کا حامل ہے تو بتایئے کہ اس کا بشر ہونا باعثِ فخر و فضیلت ہے یا باعثِ عار؟ ـــــ افسوس، ہم شانِ رسالت کو سمجھ سکے نہ مقامِ رسالت کو ـــــ اگر کسی مافوق البشر ہستی کو رسول بنا کر انسانوں میں مبعوث کیا جاتا اور پھر اس کی اتباع بھی لازم قرار دی جاتی ـــــ "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" کا فرمان بھی ہمیں سنایا جاتا تو اس عادل و منصف احکم الحاکمین کہ جس سے بڑھ کر کوئی بھی عادل و منصف نہیں، کے عدل و انصاف پر حرف نہ آتا کہ ہمارے لیے بطورِ نمونہ ایک ایسی ہستی کو پیش کیا جارہا ہے کہ جس کے فطری تقاضے اور داعیے ہمارے فطری تقاضوں ہی سے الگ ہیں؟ ـــــ اسی حقیقت کی نقاب کشائی قرآنِ مجید نے ان الفاظ میں فرمائی ہے:

"لَوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا"!

کہ "اگر اس زمین میں (انسانوں کی بجائے) فرشتے بود و باش رکھتے تو ہم (ان کی رہنمائی کے لیے) ان پر آسمانوں سے کسی فرشتے ہی کو نازل فرماتے (مگر چونکہ یہاں انسان بستے ہیں، لہٰذا ایک افضل ترین انسان ہی کو ان کی ہدایت پر مامور فرمایا گیا!")

ـــــ ذرا ان الفاظ پر دوبارہ غور فرمایئے:

"لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ! الاٰية"!

کہ "اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسانِ عظیم فرمایا کہ ان میں ایک رسولؐ انہی کی جانوں میں سے مبعوث فرمایا"!

ـــــ حقیقت کس قدر آشکارا ہے؟ ایک طرف شانِ رسالت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کو مومنوں پر احسانِ عظیم جتلا

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

رہے ہیں اور دوسری طرف یہ حقیقت اظہر من الشمس، کہ جس رسول ﷺ کی بعثت ان پر احسانِ عظیم ہے وہ ان میں، انہی کی جانوں میں سے مبعوث کیا گیا ہے ——— کیوں نہ ہو، مانگنے والے نے مانگا بھی تو یہی تھا:

" رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ " !

کہ "اے ہمارے رب، ان میں ایک رسول انہی میں سے مبعوث فرما، جو ان پر تیری آیات پڑھے، انہیں کتاب و حکمت سکھائے اور ان کا تزکیۂ نفس کرے بیشک تو ہی تو غالب، حکمت والا ہے"!

——— اور کون نہیں جانتا کہ "دعائے خلیل" اور "نوید مسیحا" یہی آمنہ کے لال ﷺ تھے، ——— اور کسے انکار ہے کہ خلیل اللہ کی یہ دعا لفظ بہ لفظ اور حرف بحرف پوری نہیں ہوتی، مگر "مِنْهُمْ" کی بجائے "مِنْ أَنفُسِهِمْ" کی مزید وضاحت کے ساتھ کہ کہیں مشرکینِ مکہ کی طرح ہم بھی اس غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائیں کہ بشر رسول نہیں ہو سکتا ——— اور ——— رسول بشر نہیں ہوتا!

تاہم "إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" کی حقیقت کے ساتھ ساتھ "يُوحَىٰ إِلَيَّ" کے قابلِ فخر اعزاز و امتیاز کو بھی ہرگز ہرگز نظر انداز نہ ہونا چاہیے، جو یقیناً ایک بہت ہی بڑا اعزاز اور ایک بہت ہی بڑا امتیاز ہے!

اور مقامِ رسالت بھی تو صرف یہی نہیں کہ ایک مسلمان اپنی تمام عمر انہی بحثوں میں صرف کر دے کہ رسول اللہ کون تھے، کیسے تھے؟ ——— آپ ﷺ کس قدر جمیل اور صاحبِ جمال تھے؟ ——— اور صرف عمر وں پہ ہی کیا منحصر ہے، یہ بحثیں صدیوں پر پھیل جائیں ——— قوم بے راہ، بے عمل اور بد عمل ہو جائے ——— پورے کا پورا دین پس پردہ چلا جائے، لیکن عقل و خرد، زورِ بیان، تحریر و تقریر اور تحقیق و تنقید کی صلاحیتیں صرف علوِ مرتبت اور شان و رفعت کی تعیین کے لیے وقف ہو کر رہ جائیں حتیٰ کہ علم و جہالت اور اسلام و کفر کا معیار بھی یہی چیزیں قرار پاجائیں لیکن کوئی سرا ہاتھ نہ آئے بلکہ یہ گتھی الجھتی ہی چلی جائے ——— حالانکہ کتابِ الٰہی ہمارے پاس موجود ہے اور فرامینِ رسول ﷺ بھی ہمارے سامنے ——— کتابِ الٰہی مقام و منصبِ رسالت کی ترجمان ہے اور ارشاداتِ رسول ﷺ

magazine.mohaddis.com

اس کے مفسر و ترجمان !ــــــ کیا یہ دونوں ایک دوسرے کا مقام و منصب متعین کرنے کے لیے کافی نہیں ہیں ؟ ــــــ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم نبی کو کتاب سے الگ کر چکے اور کتاب کو نبی سے الگ کر چکے ہیں، کہ ایک طرف تو کشتیٔ حیات ناخدا سے محروم ہو کر ڈانواں ڈول ہے اور دوسری طرف ناخدا ہی ہماری نظروں میں خدا بن چکا ہے ؟

للّٰہ! قرآن کو پڑھیے اور اس کی روشنی میں مقام و منصبِ رسالت کو پہچانیے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ قرآن کو بھی رسول اللہ کی زبان سے سمجھیے ــــــ پھر آپ کو پتہ چلے گا کہ یہ دونوں ہی آپ کو اس راستے پر لا کھڑا کرنا چاہتے ہیں جو آپ کے خدا کی طرف جاتا ہے ــــــ!

ــــــ ارشادِ ربانی "لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ" آپ کی انہی گتھیوں کو انتہائی خوش اسلوبی سے سلجھا رہا ہے کہ شانِ رسالت کے ساتھ ساتھ مقام و منصبِ رسالت یہ ہے کہ یہ رسولؐ آپ پر اللہ کی آیات پڑھتا اور اس طرح آپ کا تزکیۂ نفس کرتا ہے ــــــ لیکن اگر شانِ رسالت کی تقریبات میں مقامِ رسالت ہی نہ صرف نظر انداز ہو کر رہ جائے بلکہ خود اسی کی نفی ہونے لگے تو قرآن کا مقصد کہاں پورا ہوا اور رسولؐ کی بعثت سے ہمیں کیا فائدہ حاصل ہوا ؟ ــــــ بطورِ مثال "عید میلاد النبیؐ" کو رسول اللہ سے محبت و عقیدت کا رنگ دے کر اس کی آڑ میں اگر فلمی نغمے الاپے جائیں، ڈھولک کی تھاپ پر رقص کیا جائے، چمٹوں کی دھنا دھن پر سر دھنا جاتے، ریڈیو ٹیلیوژن ایسے قومی ذرائع ابلاغ سراپا طاؤس و رباب بن کر رہ جائیں کہ پوری قوم سرمست ہو کر جھومنے لگ جائے، تو بتائیے کہ ارشادِ ربانی "يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ" کے تقاضے کیا یہی ہیں ؟ ــــــ "وَيُزَكِّيْهِمْ" سے مراد کیا یہی تزکیۂ نفس ہے، کہ انسان مقامِ انسانیت سے ہی گر جائے اور حیوانوں کی صف میں شامل ہو جائے ؟ ــــــ کیا ایک مومن کے شب و روز یہی ہونے چاہئیں ؟ ــــــ کیا رسول اللہ نے یہی دین ہم تک پہنچایا تھا ؟ ــــــ اصحابِ رسول اللہ کے آئینۂ حیات میں ہمیں کوئی بھی ایسا عکس نظر آتا ہے ؟ ــــــ تابعینؒ و تبع تابعینؒ ہی کی سوانح حیات میں کوئی ایسی مثال مل سکتی ہے ؟ ــــــ اور ائمہ کرام رح، کہ جن کے اقوال کو فرامینِ رسولؐ پر بھی ترجیح دے دینے کی جسارت کر ڈالی گئی ہے ــــــ اور جن کا مقلد ہونا باعثِ ناز سمجھا جاتا اور حدیثِ رسولؐ پر عمل پیرا ہونے والا غیر مقلد، اور

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

غیر مقلد ہونا ایک گالی اور طعن بن چکا ہے، انہی سے ان سرمستیوں کی کوئی سندِ جواز عطا ہو سکتی ہے؟ ——— ہرگز نہیں، وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا!"

——— اور افسوس کہ ہم نے منصبِ رسالت کو بھی نہ سمجھا ——— جس کا فرضِ منصبی ہی " وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ " ہو ——— جس کو معلّم کتاب وحکمت خود خدا بتلائے، اس سے بڑھ کر اور اس سے بہتر اور معلّم کون ہو گا؟ ——— لیکن ہم ہیں کہ کتاب کو رسول سے الگ کر کے، فرامینِ رسولؐ کی بجائے اسے ائمہ کی زبان سے سمجھنا چاہتے ہیں؟ کیا رسول اللہ کی تعلیم میں ہمیں کوئی نقص نظر آتا ہے؟ ——— مندرجہ بالا ارشادِ الٰہی سے ہمیں کیوں اطمینان حاصل نہیں؟ ——— کیا معاذ اللہ ہمارا یہ خیال ہے کہ ائمہ کا طریقِ تعلیم رسول اللہ کی نسبت زیادہ عام فہم، زیادہ پراثر، زیادہ کامیاب اور زیادہ ذومعنی ہے؟ ——— یا کیا ارشادِ ربانی " اَلدِّيْنُ يُسْرٌ " سے ہمیں اتفاق نہیں؟ ——— حدیثِ رسولؐ کو چھوڑ کر تقلید پر فخر کرنا اور اسے ضروری قرار دینا کیا خدا تعالیٰ کو تدبیریں سمجھانے والی بات نہیں کہ رسول اللہ کی بجائے ائمہ کو مبعوث کیا جانا چاہیے تھا؟ ——— اپنی کتاب کی ترجمانی کا فریضہ انہیں سونپنا چاہیے تھا؟ یا، رسول اللہ کی رسالت کے ساتھ ساتھ ائمہ کی رسالت کا بھی قائل ہونا ضروری ہے؟ ——— لیکن رسول اللہ تو ابوبکر صدیقؓ بھی نہیں، عمر فاروقؓ بھی نہیں ——— اور ان کو بھی چھوڑ دیتے :

" لَوْ كَانَ مُوسٰى حَيًّا مَا وَسِعَهُ إِلَّا اتِّبَاعِيْ -

رسول اللہ تو وہ ہیں، جنہوں نے فرمایا، " اگر موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری اتباع کے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہوتا!"

ہم نے اپنی سابقہ گزارشات کے ذریعے توحیدِ الٰہی پر روشنی ڈالی تھی جبکہ زیرِ نظر صفحات میں ہم نے رسالت کو موضوعِ بحث بنایا ہے تاکہ " لا الٰہ الا اللہ " (توحید) کے ساتھ ساتھ " محمد رسول اللہ " (رسالت) کے تقاضے بھی پورے ہو سکیں ——— پس اے وہ لوگو کہ پورے کلمۂ توحید " لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ " کے قائل ہو، عبادت صرف اللہ کی کرو، اور اس کا طریقہ صرف رسول اللہ سے سیکھو، کہ جہاں صفاتِ الٰہی میں اغیار کو شامل کرنا شرک ہے وہاں رسول اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کی اتباع کرنا بھی حبطِ اعمال کا باعث ہے ——— دیکھیے قرآن کیا فرماتا ہے :

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

"یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ"!

کہ "اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو۔ اور (اس سے منحرف ہو کر) اپنے اعمال باطل نہ کرو!"

پس، یہ ماہ ربیع الاول اگر تمہارے نزدیک عظمتوں کا حامل ہے، اگر رسول اللہؐ کی بعثت تمہارے لیے باعثِ خیر و برکت ہے، اور اگر تمہارے نزدیک آخری نبیؐ کی امت ہونا باعثِ فخر ہے ـــــ تو اس آخری نبیؐ کا آخری پیغام بھی سن لو:

" تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِهِمَا کِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّتِیْ!"

کہ "میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، اگر تم نے انہیں مضبوطی سے پکڑے رکھا تو کبھی گمراہ نہ ہو گے، یہ دو چیزیں کیا ہیں؟ ـــــ کتاب اللہ اور سنتِ رسولؐ!"

آج جبکہ تم پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی مملکت بنانا چاہتے ہو تو اس عہد کو پھر سے دلوں میں تازہ کر لو کہ تمہاری گردنیں کبھی نہ جھکیں گی مگر خدا کے سامنے، اور تمہارے سرِ اطاعت کبھی تسلیم نہ ہوں گے مگر ارشاداتِ رسولؐ کے سامنے ـــــ کرنے کا کام تو یہی ہے، تو پھر اسے آج ہی کیوں نہ کر ڈالو، اسی ماہِ مبارک میں ـــــ اسی ربیع الاول میں!

دیکھیے! قرآن مجید پکار پکار کر کہہ رہا ہے:

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ یُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ۔ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۔ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ یُدْخِلْهُ نَارًا۔ خَالِدًا فِیْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ"

کہ "جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرے گا اللہ تعالیٰ اسے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں، اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے ـــــ اور جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حدود سے تجاوز کرے گا تو اس کے لیے جہنم کا ابدی رسوا کن عذاب ہے۔"

؎ بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست ... اگر باو نرسیدی تمام بولہبی ست

وما علینا الا البلاغ! (اکرام اللہ ساجد)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

الکتاب والحکمۃ

قسط چہارم (آخری)

جناب عبد الرشید عراقی

نزولِ قرآن اُس کی ترتیب اور بعض سورتوں کا پس منظر اور تعارف

دورِ آخر کی بعض مدنی سورتوں کے احکامات

اس دور میں جو سورتیں نازل ہوئیں ان کی تفصیل آپ پڑھ چکے ہیں۔ ان میں سے بعض اہم سورتوں کے احکامات کی تفصیل درج ذیل ہے:

احکام سورۃ النور:

سورۂ نور میں صریح اور غیر مبہم الفاظ میں جو احکامات ہیں، یہ ہیں:

۱۔ حدِّ زنا سو کوڑے مارنا ۲۔ زانی اور زانیہ مشرک اور مشرکہ کے نکاح کا حکم ۳۔ قذف اور حدِّ قذف ۴۔ لعان کا حکم ۵۔ بلا تحقیق بات کہنے کا حکم ۶۔ قسم کا حکم ۷۔ محصنہ عورتوں کو تہمت لگانا ۸۔ احکاماتِ پردہ ۹۔ احکاماتِ شرم وحیاء ۱۰۔ محرموں کا تذکرہ ۱۱۔ زنا اور اُجرتِ زنا ۱۲۔ غلام اور باندیوں کا نکاح ۱۳۔ مکاتب بنانے کا حکم ۱۴۔ مساجد اللہ کا اکرام ۱۵۔ اوقاتِ تنہائی کے احکامات ۱۶۔ اقارب اور اُن کے ساتھ معاشرت ۱۷۔ اسلام کا طریقہ ۱۸۔ آدابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

احکام سورۃ مائدۃ:

اس سورۃ میں اسلامی شریعت کے بیشتر احکامات موجود ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ تمام قسم کے عقود اور معاملات پورا کرنا۔

۲۔ حالتِ احرام اور حرم کے شکار کی حرمت۔

۳۔ شعائر اللہ کی حرمت

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

۴۔ ہدی کے جانور اور حاجیوں کا اکرام۔

۵۔ شکار کی اباحت

۶۔ نیکی میں تعاون کرنے اور برائی سے علیحدہ رہنے کا حکم، حرام کھانے یعنی میتۃ، دم، خنزیر، غیر اللہ کے نام پر مذبوح، گلا گھونٹ کر مارا ہوا، موقوذہ، متردیہ، نطیحہ، درندوں کا کھایا ہوا وغیرہ کی حرمت اور ذبح شدہ جانور کی حلت۔

۷۔ جوئے بازوں کی حرمت

۸۔ حالتِ اضطرار میں رخصت۔

۹۔ شکاری جانور، جو تربیت یافتہ ہوں ان کے شکار کی حلت۔

۱۰۔ اہلِ کتاب کا ذبیحہ۔

۱۲۔ نماز کے لیے وضو کی شرط۔

۱۳۔ اہلِ کتاب عورتوں سے نکاح کی اجازت۔

۱۴۔ اعتدال اور عدل کی تعلیم۔

۱۵۔ قتلِ نفس کی حرمت۔

۱۶۔ لٹیروں اور قطاعِ طریق کے بارے میں حکم۔

۱۷۔ چور کی سزا۔

۱۸۔ حرام مال کھانے کی حرمت۔

۱۹۔ قصاص کا حکم۔

۲۰۔ یہود و نصاریٰ سے دوستی کے بارے میں حکم۔

۲۱۔ دینی امور کو کھیل تماشا بنانے کی مذمت۔

۲۲۔ طیبات کو حرام قرار دینے کی مذمت۔

۲۳۔ یمین (قسم کا حکم) اور اس کے احکام۔

۲۴۔ کفارۂ یمین۔

۲۵۔ شراب جوئے وغیرہ کی حرمت

۲۶۔ قتلِ صیدِ حرم۔

۲۷۔ سمندری شکار (مچھلی کی حلت)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

۲۸۔ بیت الحرام، ہدی، قلائد کے آداب۔

۲۹۔ زمانۂ جاہلیت کے موسومہ جانوروں کی حرمت۔

۳۰۔ ادائیگیٔ شہادت کا طریقہ۔

۳۱۔ ارتداد کا حکم۔

احکام سورۃ الفتح:

اس پر جمہور مفسرین کرام اور اہلِ مغازی کا اتفاق ہے کہ سورۂ فتح معاہدۂ حدیبیہ کے بعد واپسی میں نازل ہوئی ہے اور معاہدۂ حدیبیہ ذی قعدہ ۶ھ ہجری کا واقعہ ہے۔ اس سورت میں جو احکامات مذکور ہیں وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ ایفائے عہد کا حکم۔

۲۔ بیعت اور اس کی مشروعیت۔

۳۔ معذور لوگوں کے لیے شرعی احکام میں ان کے اعتبار سے رخصت۔

۴۔ افعالِ عمرہ اور افعالِ حج۔

۵۔ دمِ احصار کو حرم میں ذبح کیا جائے گا۔

سورۃ المجادلۃ کا پس منظر:

ظہار زمانۂ جاہلیت کے احکامات میں سے ہے کہ اگر کوئی آدمی بیوی کو اپنی ماں بہن یا محرمات میں سے کسی محرمہ عورت کی طرح قرار دے دے تو اس کا کیا حکم ہے؟ شریعتِ اسلامی میں اپنی عورت کو محرمات میں سے کسی کے ساتھ تشبیہ دینے کو ظہار کہتے ہیں۔ عرب میں عرصۂ دراز تک یہ قانون رائج رہا اور اس کی وجہ سے بے گناہ عورتوں کی زندگیاں برباد ہوتی رہیں۔

سورۂ مجادلہ کا نزول حضرت خولہ بنت مالک بن ثعلبہ کے واقعہ سے متعلق ہے، جب کہ اس کے خاوند اوس نے غصہ کی حالت میں ظہار کر لیا۔

حضرت ابن عباس رض فرماتے ہیں کہ یہ اسلام میں سب سے پہلا واقعہ تھا، ان کی بیوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں اُن کے بارے میں سورۂ مجادلہ میں کفارۂ ظہار کا حکم نازل ہوا۔

اس واقعہ کے علاوہ اس سورۃ میں درج ذیل احکامات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے

magazine.mohaddis.com

۱۔ سرگوشیوں میں دیانت داری کو ملحوظ رکھنا چاہیے اور جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہر حال میں ساتھ ہے۔

۲۔ کوئی پوشیدہ مشورہ یا سرگوشی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کے بارے میں نہیں ہونی چاہیے۔

۳۔ مجلسوں میں کشادگی کے لیے کہا جائے تو کشادگی اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان کشادگی پیدا کر دے گا۔ جب اٹھنے کو کہا جائے تو اٹھ جاؤ۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اہلِ علم کے مراتب بلند ہیں۔

احکام سورۃ الحجرات:

اس دور کی ایک سورۃ الحجرات ہے جس میں درج ذیل احکامات بیان ہوئے ہیں:

۱۔ نبی کی آواز پر آواز بلند نہ کی جائے۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب ملحوظ رکھا جائے۔

۳۔ فاسق کی خبر پر بلا تحقیق اعتماد نہ کیا جائے۔

۴۔ مؤمنین میں اگر آپس میں کوئی تنازعہ ہو تو صلح کرا دینی چاہیے۔

۵۔ عورت یا مردوں میں سے کوئی کسی کا مذاق نہ اڑائے اور نہ طعن کرے، نہ ہی ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد کرے۔

۶۔ سوء ظنی سے پرہیز کرنا چاہیئے کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔

۷۔ کسی کا تجسس نہ کرو اور نہ کسی کی غیبت کرو۔ غیبت کرنا مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف ہے۔

۸۔ ذات برادریوں کی تقسیم معیارِ شرافت نہیں بلکہ یہ تو تعارف کا ذریعہ ہیں، جبکہ معیارِ شرافت تقوٰے ہے۔

احکام سورۂ توبہ:

اس سورۃ پر شروع سے لے کر آخر تک نظر ڈالی جائے اور اس کے شانِ نزول کو سامنے رکھا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس سورت کا پہلا حصہ بر موقع حج (ذوالقعدہ ۹ ہجری) میں نازل ہوا تھا۔ دوسرا حصہ غزوۂ تبوک کو جاتے ہوئے اور اس سے واپسی پر نازل ہوا تھا اور یہ رجب سنہ ۹ ہجری کا واقعہ ہے جیسا کہ غزوات اور سرایا کی فہرست

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

سے بھی ثابت ہے۔ درمیان میں واقعۂ ہجرت اور غزوۂ حنین کا بھی تذکرہ احسانات کے شمار کے تحت آگیا ہے۔

اس سورت کے چند احکامات یہ ہیں :

۱۔ مشرکین نجس ہیں اور قیامت تک مسجدِ حرام میں داخل نہیں ہوں گے۔
۲۔ مساجد کی آبادکاری مؤمنین کی ذمہ داری ہے۔
۳۔ مصارفِ زکوٰۃ۔
۴۔ مسجدِ ضرار کا حکم۔
۵۔ مسلمانوں کے مال میں سے صدقہ لینا۔
۶۔ مسلمانوں کو دُعا دینا اور اُن کی جنازہ کی نماز پڑھنا۔
۷۔ تفقہ فی الدین کی ترغیب۔
۸۔ مشرکین اور یہود و نصاریٰ سے اس وقت تک جہاد کیا جائے کہ یا تو وہ اسلام قبول کرلیں یا جزیہ ادا کریں۔
۹۔ زکوٰۃ کے منع کرنے پر وعید۔

خلافت و جمہوریت

(دورِ حاضرہ کا ایک نہایت اہم مسئلہ)

مغربی جمہوریت موجودہ دور کا سب سے بڑا بت ہے جس کو گرائے بغیر نفاذِ اسلام ممکن نہیں ـــــ کہ اسلامی نظامِ حیات سے اس کو دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے، جبکہ ہم نفاذِ اسلام کے ساتھ ساتھ اس کو بھی گلے لگائے رکھنا ضروری سمجھتے ہیں!

فاضلِ محترم مولانا عبد الرحمٰن کیلانی کے ترجمانِ کتاب و سنت اور حقیقت نگار قلم سے ـــــ قیمت صرف پندرہ روپے مجلد ۱۸ روپے

ناشر

ادارہ محدث ـــ مجلس التحقیق الاسلامی

۹۹ ـ جے ـ ماڈل ٹاؤن ـ لاہور

magazine.mohaddis.com

دار الافتاء

الاستفتاء

چند دن قبل مولانا عبدالمجید صاحب بھٹی (ضلع گوجرانوالہ) کی طرف سے ادارہ کو ایک لفافہ موصول ہوا، جس میں ایک استفتاء اور اس کے دو مختلف جوابات تھے، ساتھ ہی مولانا کا ایک وضاحتی خط بھی تھا، جس میں انہوں نے لکھا تھا:

"میں نے یہ استفتاء مفتی عبدالواحد صاحب خطیب جامع مسجد گوجرانوالہ کو بھیجا تھا، جس کا جواب انہوں نے لکھ کر بھیج دیا لیکن راقم کی ان جوابات سے تشفی نہیں ہوئی چنانچہ یہی استفتاء میں نے جامعہ محمدیہ جی۔ٹی روڈ گوجرانوالہ کے صدر مدرس مولانا عبدالحمید صاحب کو ارسال کیا اور انہوں نے جو جوابات لکھ کر بھیجے، گو میں اُن سے مطمئن تھا لیکن چونکہ دونوں جوابات ایک دوسرے سے بہت کچھ مختلف تھے اس لیے اس الجھن میں پڑ گیا کہ ان دونوں میں سے کون سا جواب صحیح ہے اور کون سا غلط —— جو صحیح ہے، اس کی صحت کی دلیل کیا ہے اور غلط کس بناء پر غلط ہے؟ —— ناچار یہ استفتاء مع ہر دو جواب کے آپ کی خدمت میں روانہ کر رہا ہوں، آپ براہِ کرم کتاب و سنت کی روشنی میں میری رہنمائی فرمائیں، تاکہ میں نہ صرف صحیح نتیجے پر پہنچ سکوں بلکہ مجھے اطمینانِ قلب بھی حاصل ہو، جو ظاہر ہے کتاب و سنت ہی کی بناء پر ممکن ہے، فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

"فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ!"

والسلام

(عبدالمجید بھٹی نواں کوٹ (پھیروکے) ضلع گوجرانوالہ)

ہم نے یہ استفتاء مع جوابات اور وضاحتی خط مولانا عزیز زبیدی صاحب (منڈی واربرٹن ضلع شیخوپورہ)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کی خدمت میں روانہ کر دیا جس کا جواب انہوں نے فوراً ہی لکھ کر بھیج دیا۔

قارئین کے استفادہ کے لیے ہم یہ سوالات مع جوابات اور فیصلہ کے "محدث" میں شائع کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیانِ شرع متین کہ زید نے ایک مطلقہ عورت سے عدت پوری ہونے سے پہلے نکاح کر لیا اور اس سے دو تین بچے بھی پیدا ہو گئے۔ اس دوران پیش امام صاحب اور دیگر لوگوں نے اُسے کئی دفعہ تجدیدِ نکاح کی تلقین بھی کی مگر اس نے سنی ان سنی کر دی۔ آخر عرصہ آٹھ سال بعد بات زور پکڑ گئی اور پیش امام صاحب نے اس کا دوبارہ نکاح کیا اور بطورِ تعزیر ۱۲۰ مساکین کا کھانا پکا کر مساکین کو کھلایا گیا، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ: (۱) کیا اس کا پہلا نکاح کرنا ناجائز تھا کہ اس کا دوبارہ نکاح کیا گیا ۲۔ پہلے نکاح میں اس عورت کی پھوپھی موجود تھی۔ کیا کسی عورت کی بوقتِ نکاح عورت ولیہ ہو سکتی ہے جبکہ اس کے مرد قریبی رشتہ دار اور والدہ زندہ ہو۔ ۳۔ دوسری دفعہ جو پیش امام صاحب نے اس کا نکاح کیا ہے اس میں اس عورت کا کوئی ولی موجود نہیں تھا اور نہ ہی میاں بیوی کے درمیان جدائی کرائی گئی ہے۔ (استبراءِ رحم کی خاطر) تو کیا ولی کی اجازت کے بغیر اور استبراءِ رحم کے بغیر نکاحِ ثانی درست ہے؟ ۴۔ کیا زید پر ۱۲۰ مساکین کے کھانا کھلانے سے اس کے گناہ کی تلافی ہو گئی ہے یا اس پر یہ ناجائز بوجھ ڈالا گیا ہے؟ ۵۔ کیا ان ہر دو دفعہ نکاح کرنے میں جو لوگ مجلسِ نکاح میں موجود تھے اُن کے اپنے نکاح تو نہیں ٹوٹ گئے؟ وغیرہ۔ لہٰذا قرآن و حدیث کی روشنی میں مسئلہ کی وضاحت مطلوب ہے۔

بیّنوا توجروا!

مفتی عبدالواحد صاحب کا جواب!

۱۔ پہلا نکاح جب عدّت کے اندر تھا تو کیا نکاح کے ناجائز ہونے میں کوئی شک ہے؟

۲۔ عورت بالغہ ہے وُہ اپنے آپ کی خود ولیہ ہے۔

۳۔ نکاح درست ہے، وُہ خود اپنے آپ کی ولیہ ہے اور نہ ہی یہاں استبراء کی ضرورت ہے وہ اگر حاملہ ہو تو خاوند تا وضع حمل جماع سے پرہیز کرے۔

۴۔ گناہ تو صرف توبہ سے معاف ہو گا، یہ کھانا وغیرہ تو تتمیم توبہ کے لیے ہے۔

۵۔ دوسرے نکاح میں جو لوگ شریک تھے وُہ ایک جائز نکاح میں شریک ہوتے ہیں اور جو پہلے نکاح میں شامل تھے اور جانتے تھے کہ یہ نکاح عدّت میں ہو رہا ہے تو وُہ مجرم ہیں اور ایک حرام کے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

حلال بنانے میں مددگار بن رہے ہیں، توبہ کریں اور اپنے نکاحوں کی تجدید بھی کریں۔

واللہ اعلم بالصواب!

(عبدالواحد جامع مسجد گوجرانوالہ) مہر

مولانا عبدالحمید صاحب کا جواب!

الجواب : شرعاً نکاح میں خاوند، بیوی کی رضا اور عورت کے ولی کی رضا کا ہونا ضروری ہے۔ اس کے بغیر شرعاً نکاح نہیں ہوگا۔ حدیث میں آتا ہے: "لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ"۔ "نکاح ولی کے بغیر نہیں ہوگا۔"

صورتِ مذکورہ میں ایک خرابی یہ ہے کہ عدت مکمل ہونے سے پہلے ہوا ہے، یہ بھی ناجائز ہے۔ دوسری خرابی یہ ہے کہ نکاح میں عورت کے ولی کی موجودگی نہیں۔ اس لیے پہلا نکاح بالکل خلافِ شرع ہے اور باطل ہے۔

دوبارہ جو نکاح ہوا ہے اس میں خرابی یہ ہے کہ ولی بھی موجود نہیں اور ساتھ ہی عورت کے لیے استبراءِ رحم کا ہونا ضروری تھا، وہ بھی نہیں ہوا۔

اب نکاح کی صحیح صورت یہ ہے کہ مرد اور عورت کے درمیان جدائی کردی جائے۔ جب عورت کو ایک ماہواری حیض آجائے تو اس کے بعد مناسب ولی کی موجودگی میں اور گواہوں کے روبرو نکاح ہو۔ جہاں تک نکاح میں شریک لوگوں کا تعلق ہے ان کے صحیح نکاحوں پر کوئی اثر نہیں۔ البتہ اپنی غلطی کی خدا سے معافی مانگیں۔ ہذا ما عندی والعلم عند اللہ!

(عبدالحمید مدرس جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ) مہر

"جواب درست ہے!"

(عزیز زبیدی۔ وار برٹن۔ شیخوپورہ ۶ صفر ۱۴۰۲ھ)

مولانا عزیز زبیدی صاحب کا اپنا جواب اور فیصلہ!

۱۔ **عدت کے اندر نکاح** : ایسا نکاح جائز نہیں ہے۔

۲۔ **پھوپھی کی موجودگی** : ائمہ حدیث کے نزدیک عورت ولی نہیں ہو سکتی۔ "قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ" (ابن ماجہ) جن فقہاء کے نزدیک عورت ولی ہو سکتی ہے اُن کے نزدیک بھی عصبات کی موجودگی میں وہ ولی نہیں ہو سکتی۔ "فَإِنْ لَمْ يَكُنْ عَصَبَةٌ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

فَالْوِلَايَةُ لِلْاُمِّ۔" (الدر المختار ص ۱۶۶ ج ۱) عورت خود بھی ولی نہیں ہو سکتی: "لَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا" (دار قطنی) حضرت ابوہریرہؓ کا ارشاد ہے: جو اپنی ولی آپ بنتی ہے وہ زانیہ ہوتی ہے: "فَاِنَّ الزَّانِيَةَ هِيَ الَّتِيْ تُزَوِّجُ نَفْسَهَا" (ابن ماجہ و دار قطنی) بہرحال پہلی صورت ہو یا دوسری، حدیث کی رُو سے نکاح نہیں ہوا۔ ولی اور استبراء رحم (رحم کی صفائی) کے بغیر نکاح جائز نہیں ہوتا:

"اَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ اِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ" (المنتقى مع النيل ص ۱۰۱ ج ۶)

۳۔ ۱۲۰ مساکین کو کھانا: نکاح کے سلسلے میں اس غلطی کا کفارہ کھانا نہیں، توبہ ہے۔ مگر افسوس! کچھ لوگ ہر مسئلہ میں "کھانے پینے" کی کچھ نہ کچھ سبیل نکال ہی لیتے ہیں۔ اللہ ان دوستوں کو بھی توبہ کی توفیق دے!

۴۔ اس نکاح میں شرکاء: اگر عمداً شرکت کی تو عظیم گناہ کا ارتکاب کیا، اس کے لیے استغفار اور توبہ ضروری ہے۔ بے خبری میں ہوا تو اللہ معاف کرے گا۔

واللہ اعلم

عزیز زبیدی۔ واربرٹن۔ ضلع شیخوپورہ

۶ صفر ۱۴۰۲ھ

حجیتِ حدیث

ردّ تقلید اور حدیث رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حجت شرعیہ ہونے پر فضیلت مآب شیخ ناصر الدین البانی کی مایۂ ناز کتاب۔ ترجمہ: حافظ عبدالرشید صاحب اظہر مدیرِ "محدث" جناب حافظ عبدالرحمٰن مدنی کا گراں قدر، مختصر مگر انتہائی جامع مقدمہ

قیمت ۱۰ روپے

ملنے کا پتہ

ادارہ محدث، مجلس التحقیق الاسلامی۔ ۹۹۔ جے۔ ماڈل ٹاؤن لاہور

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

جناب طالب ہاشمی

حضرت عبداللہ بن زید رضی انصاری

صاحب الاذان

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت فرما کر سرزمینِ مدینہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رشکِ جناں بنایا تو آپ نے کچھ عرصہ بعد مسجدِ نبوی کی تعمیر کا اہتمام فرمایا۔ جب مسجد تعمیر ہو چکی تو آپ نے ضرورت محسوس فرمائی کہ نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے عام مسلمانوں کو نماز کے وقت سے کچھ دیر پہلے اطلاع دینی چاہئے۔ حضورؐ نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ فرمایا کہ اس مقصد کے لئے کونسا طریقہ اختیار کرنا مناسب ہوگا؟ کسی نے عرض کیا کہ کسی بلند جگہ پر آگ روشن کر دی جایا کرے۔ کسی نے رائے دی کہ نماز کے وقت کے قریب مسجد پر جھنڈا بلند کر دیا جائے۔ کسی نے مشورہ دیا کہ جس طرح یہود اور نصاریٰ اپنی عبادت گاہوں میں نرسنگھا یا ناقوس بجاتے ہیں ہم بھی نماز کے اعلان کے لئے اسی طرح کیا کریں، لیکن حضورؐ ان میں سے کسی تجویز پر بھی مطمئن نہ ہوئے اور اس مسئلہ میں متفکر رہے تاہم وقتی طور پر آپؐ نے ناقوس بجانے والی تجویز کو منظور فرما لیا۔ ابھی اس تجویز پر عمل نہیں ہوا تھا کہ دوسرے دن علی الصباح ایک انصاری صاحبِ رسول بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور یوں عرض پیرا ہوئے :

"یا رسول اللہ رات خواب میں میرے سامنے ایک شخص آیا جس کے ہاتھ میں ناقوس تھا میں نے اس سے کہا، "اے اللہ کے بندے! یہ ناقوس تم بیچتے ہو؟ اس نے کہا، تم اس کو کیا کرو گے؟" میں نے کہا "ہم اس کو بجا کر لوگوں کو نماز کے لئے بلائیں گے" اس نے کہا، "کیا میں تم کو ایک چیز نہ بتا دوں جو اس مقصد کے لئے ناقوس بجانے سے بہتر ہے؟" میں نے کہا، "ہاں ضرور بتاؤ!"

اس نے کہا کہو : "اللّٰہُ اَکْبَرُ، اللّٰہُ اَکْبَرُ

اللّٰہُ اَکْبَرُ، اللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ، اَشْهَدُ اَنْ

magazine.mohaddis.com

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔"

یہ تمام کلمات بتا کر وہ شخص مجھ سے ذرا پیچھے ہٹ گیا اور تھوڑی دیر بعد اس نے کہا، "پھر جب نماز قائم کرو تو اقامت اس طرح کہو:

" اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ"

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خواب سن کر فرمایا، "یہ سچا خواب ہے انشاء اللہ تم بلالؓ کے ساتھ کھڑے ہو کر ان کلمات کی تلقین کرو جو تم نے خواب میں دیکھے ہیں اور وہ اذان پکاریں کیونکہ ان کی آواز تم سے بلند ہے۔" انہوں نے حضورؐ کے حکم کی تعمیل کی اور اسی دن سے یہ اذان قیامت تک کے لئے اسلام کا شعار قرار پا گئی ۔۔۔ یہ صاحبِ رسول امین کو یہ عظیم شرف حاصل ہوا کہ سید المرسلین فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خواب کو رویا حق قرار دے کر ابد تک اس پر عملدر آمد کا حکم دیا، حضرت عبد اللہؓ بن زید انصاری تھے جو اپنے اس شرف کی بنا پر "صاحبُ الاذان" کے لقب سے مشہور ہوئے۔

(۲)

حضرت ابو محمد عبد اللہؓ بن زید کا تعلق خزرج کے خاندان حارث بن خزرج سے تھا سلسلہ نسب یہ ہے:

عبد اللہؓ بن زید بن ثعلبہ بن عبد ربہ بن ثعلبہ بن زید بن حارث بن خزرج۔

حضرت عبد اللہؓ نہایت نیک طینت اور پاک باطن تھے۔ ہجرتِ نبوی سے پہلے ان کے کانوں میں دعوتِ حق کی آواز پڑی تو انہوں نے اس کو بلا تامّل دل و جان سے قبول کر لیا اور ۱۲ سنہ بعدِ بعثت کے موسمِ حج میں مکہ جا کر لیلۃ العقبہ میں حضورؐ کی بیعت سے مشرف ہوئے۔

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو مسجدِ نبوی کی تعمیر کے بعد حضرت عبد اللہؓ کو "صاحب الاذان" ہونے کا عظیم شرف حاصل ہوا۔ سنن ابی داؤد اور مسند دارمی میں یہ واقعہ خود ان کی زبانی منقول ہے۔ اس میں یہ اضافہ بھی ہے کہ: (جب بلالؓ ان کی تلقین کے مطابق اذان دے چکے تو) عمرؓ بن الخطاب اپنے گھر سے چادر گھسیٹتے ہوئے نکلے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی، "یا رسول اللہ اس پاک ذات

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، میں نے بھی ویسا ہی خواب دیکھا ہے جیسا عبداللہؓ بن زید نے دیکھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔"

حضرت عبداللہؓ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت مخلص جاں نثار تھے اور راہِ حق میں اپنی جان اور مال قربان کرنے کا جذبہ ہر وقت ان کے سینے میں موجزن رہتا تھا۔ غزوات کا آغاز ہوا تو وہ بدر، احد، احزاب اور دوسرے تمام غزوات میں رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب رہے اور ہر معرکے میں جذبۂ جاں نثاری کا مظاہرہ کیا۔ حافظ ابنِ عبدالبرؒ نے "الاستیعاب" میں لکھا ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر حضورؐ نے قبیلہ حارث بن خزرج کا علم حضرت عبداللہؓ بن زید کو مرحمت فرمایا تھا۔

حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت عبداللہؓ کو ایک اور اہم بالشان شرف حاصل ہوا۔ مسندِ احمد حنبل میں ہے کہ حجۃ الوداع میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی بکریاں لوگوں میں تقسیم فرمائیں۔ حضرت عبداللہؓ بھی حضورؐ کی خدمت میں حاضر تھے لیکن آپؐ نے انہیں کوئی بکری نہ دی۔ اس کے بعد آپؐ نے موئے مبارک ترشوائے تو ان میں سے کچھ حضرت عبداللہؓ بن زید کو عطا فرمائے۔ مہندی سے رنگے ہوئے یہ موئے مبارک حضرت عبداللہؓ کے لئے ایک ایسی نعمت تھے کہ دنیا جہان کے خزانے اس کے سامنے ہیچ تھے۔ خود انہوں نے زندگی بھر ان موئے مبارک کو اپنے سینے سے لگائے رکھا اور ان کے بعد ان کے خاندان نے اس دولتِ لازوال کو اپنے پاس تبرک کا محفوظ رکھا۔

حضرت عبداللہؓ کو اللہ تعالیٰ نے ایثار و استغنا کی دولت سے بھی مالا مال کیا تھا۔ ابنِ اثیرؒ نے "اسد الغابہ" میں بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہؓ بن زیدؓ کے پاس معمولی جائداد تھی جس سے بمشکل اپنا اور اپنے اہل وعیال کا پیٹ پالتے تھے لیکن جب انہیں انفاق فی سبیل اللہ کے اجر و ثواب کا علم ہوا تو اپنی ساری کی ساری جائداد راہِ حق میں صدقہ کر دی۔ ان کے والد حضرت زیدؓ بن ثعلبہ بھی صحابی تھے۔ انہوں نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ عرض کیا تو حضورؐ نے حضرت عبداللہؓ کو بلا بھیجا۔ وہ حاضر ہوئے تو فرمایا، "اللہ تعالیٰ نے تمہارا صدقہ قبول کیا لیکن اب باپ کی میراث کے نام پر تم کو واپس دیتا ہے۔ اس کو قبول کر لو۔"

حضرت عبداللہؓ نے ۳۲ھ میں بعہدِ حضرت عثمان غنیؓ وفات پائی۔ اس وقت عمر کی چونسٹھ منزلیں طے کی تھیں۔ امیر المومنین حضرت عثمانؓ نے بنفسِ نفیس نمازِ جنازہ پڑھائی اور فضل و کمال کے اس مہرِ جہانتاب کو آغوشِ لحد میں اتارا۔

حضرت عبداللہؓ نے اپنے پیچھے دو اولادیں چھوڑیں، ایک صاحبزادہ اور ایک صاحبزادی۔

امام بخاریؒ اور امام ترمذیؒ کے نزدیک حضرت عبداللہ بن زیدؓ سے صرف ایک حدیث مروی ہے جو اذان کے بارے میں ہے لیکن حافظ ابنِ حجرؒ نے تہذیب التہذیب میں ان سے مروی سات حدیثیں درج کی ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ!

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

شعر و ادب

مٹ گئے کتنے نشاں، یاد نہیں!

مولانا عبدالرحمٰن عاجز. مالیر کوٹلوی

رُوح تھی سجدہ کناں، یاد نہیں
کون تھا جلوہ فشاں، یاد نہیں

دلِ پُر شوق و نگاہِ بےتاب
تو یہاں تھا کہ وہاں، یاد نہیں

صبح دم جو سرِ گردوں گونجی
آہِ دل تھی کہ اذاں، یاد نہیں

جانتے آئے ہیں کہاں سے ہم لوگ
اور جانا ہے کہاں، یاد نہیں

چاندنی رات میں سونے والو
تم کو مدفن کا سماں یاد نہیں

کھو دیا اُس نے سبھی کچھ کہ جسے
مقصدِ عمر رواں، یاد نہیں

بحرِ عصیاں کا تموّج مت پُوچھ
کتنے ڈوبے ہیں یہاں، یاد نہیں

اشک اُمڈ آئے تو معلوم ہوُا
کب اٹھا دل سے دھوَاں، یاد نہیں

اب تو سانسوں سے بھی آنچ آتی ہے
کب سے ہوں شعلہ بجاں یاد نہیں

کس طرح گذرے ہیں لمحاتِ حیات
قصۂ خوابِ گراں، یاد نہیں!

بھر لے پھولوں سے نظر کا دامن
کیا تجھے دورِ خزاں، یاد نہیں

کتنے رخصت ہوئے بے گور و کفن
مٹ گئے کتنے نشاں، یاد نہیں!

عالمِ نزع تھا جب آنکھ کھلی
کب ہوئی بند زباں یاد نہیں

چل بسے کتنے مکیں اے عاجز
کتنے اُجڑے ہیں مکاں، یاد نہیں

magazine.mohaddis.com

مقالات

قسط (۱)

محمد بن ابراہیم الھویش

ترجمہ و تلخیص
مولانا عبدالرحمٰن کیلانی

قتل کی سزا

قصاص ، دیّت ، کفارہ

حکومتِ سعودی عرب کو شریعتِ اسلامی کے نتیجہ میں امن و استحکام کی جو نعمت حاصل ہوئی ہے ، اس کی مثال پوری دُنیا میں ڈھونڈے سے نہیں ملتی ۔ جو شخص اس مملکت کے محلِ وقوع سے واقف ہے وُہ جانتا ہے کہ اس مملکت کے اجزاء بکھرے ہوئے ہیں ، بلکہ ایک وقت ایسا بھی تھا جبکہ اس کے شہروں میں ربط و نظم کا سلسلہ تقریباً ناممکن تھا اور موجودہ رسل و رسائل کے وسائل مفقود تھے ——— علاوہ ازیں یہاں کے عربی قبائل ، کہ جاہلی عصبیت اور انتقام وغیرہ بھی جن کا طرۂ امتیاز تھا ، اب بھی ان عادات سے متاثر ہیں ——— ان حالات کو دیکھیے اور اس خطہ کے پُر امن ماحول کو دیکھیے تو معلوم ہوگا کہ اس مملکت پر اللہ ربّ العزت کا یہ فضل و احسان محض اس وجہ سے ہے کہ یہاں کی حکومت نے سیاست و انتظام ، احوالِ شخصی ، مالی معاملات اور معاشرتی تعلقات وغیرہ ، غرضیکہ ہر پہلو سے شریعتِ اسلامیہ سے تطبیق کی پوری کوشش کی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں جرائم کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے اور یہاں کا ہر باشندہ امن و سکون کی دولت سے مالا مال اور اپنی جان ، مال اور عزت کو پوری طرح محفوظ سمجھتا ہے ۔

کئی ایک بیمہ کمپنیاں ، جو دُنیا بھر میں زندگی کا بیمہ کرتی ہیں ، اس مملکت میں قائم ہوئیں لیکن نہ صرف ناکام ہوئیں بلکہ دیوالیہ ہو کر رہ گئیں ۔ اور اس کا باعث یہی ہے کہ یہاں کی حکومت تابناک شریعت کے سایوں میں چل کر بلا امتیازِ غیرے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

ہر شہری کی پُر امن زندگی، اس کی حفاظت، فقر و افلاس کی صورت میں مالی امداد اور عوام سے ارتباط کی اُن ذمہ داریوں کے لیے اپنے تئیں مسئول سمجھتی ہے جن کو یہ بیمہ کمپنیاں مختلف شکلوں میں قیمتاً قبول کرتی ہیں۔ چنانچہ سرسری نظر سے بھی اگر ان رپورٹوں کا جائزہ لیا جائے جو اس مملکت کے محکمۂ امن کی طرف سے پیش ہوتی ہیں، تو یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے کہ سعودی عرب میں حوادث و جرائم کی تعداد ان ممالک کی نسبت حیرت ناک حد تک کم ہے، جہاں ایک چھوٹی کئی کئی بیمہ کمپنیاں قائم ہیں اور وہ لوگوں کی زندگی کا بیمہ کرتی اور اُن کے مختلف مسائل میں ان سے ہر طرح کا تعاون کرتی ہیں۔

حکومتِ سعودی عرب نظامِ اسلام کے ان عملی نتائج پر نہ صرف فخر محسوس کرتی ہے بلکہ اُس کی یہ خواہش بھی ہے کہ وُہ دُوسری حکومتوں کو بھی شریعتِ اسلامیہ کے نفاذ کی دعوت دے جو انسانیت کے لیے ایک ایسی مثالی زندگی مہیا کرتی ہے جس میں ہر شخص انصاف، امن اور مساوات ایسی سعادتوں سے بہرہ اندوز ہو سکتا ہے۔

چنانچہ حکومت نے ایک علمی مجلس اس لیے قائم کر رکھی ہے کہ وُہ دُنیا بھر کے علومِ انسانی و اجتماعی کے ماہرین کے سامنے اپنے افکار کا خلاصہ پیش کرے اور اُن کو اس بات کی دعوت دے کہ وُہ مملکتِ سعودیہ سے متعلق مذکورہ بالا ٹھوس حقائق کا قریب سے مطالعہ کریں اور ان کوششوں کا بھی جائزہ لیں جن کی بناء پر یہ حکومت نہایت مضبوط و مستحکم بن گئی ہے۔

زیرِ نظر مقالہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، جس سے نہ صرف اسلامی فکر سے متعلق معلومات مہیا ہوتی ہیں بلکہ عقوبتِ قتل پر بھی خصوصی روشنی پڑتی ہے —— آج جبکہ پاکستان میں نفاذِ اسلام کی کوششیں ہو رہی اور اس کے مختلف پہلو زیرِ غور ہیں، یہ مقالہ یقیناً ہمارے لیے ایک راہنما کی حیثیت رکھتا ہے۔

(ادارہ)

اسلامی شریعت محض ذہنی نظریات کا نام نہیں کہ جب کوئی شخص واقعتاً ان پر عمل پیرا ہونا چاہے تو وُہ ایسا کر ہی نہ سکے۔ بلکہ شریعتِ اسلامی کے اوامر و نواہی نہایت آسانی سے انسانی

magazine.mohaddis.com

طبیعت کے ساتھ مطابقت کر جاتے ہیں۔ شریعت انسان کی جبلت کا پورا لحاظ رکھتی، اس کی تربیت کرتی اور اسے کسی نقصان کے بغیر احکامِ شرعیہ کی تعمیل کے لیے آمادہ و تیار کرتی ہے —— اور جو شخص بھی تشریعاتِ اسلامیہ کی اتباع کرے گا اسے معلوم ہو جائے گا کہ ان سے ایک ایسا پاکیزہ معاشرہ تشکیل پاتا ہے جس میں محبت کے رابطے استوار ہوتے ہیں، عطاء و بخشش کا دور دورہ ہوتا ہے اور فضیلت کی خوشبوئیں مہکنے لگتی ہیں۔

ہم بلا خوفِ تردید یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایک اسلامی معاشرہ، جس کا ہر فرد اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتا ہے، اس میں نہ کسی کے لیے کینہ و حسد کی گنجائش ہوتی ہے نہ عداوت کی۔ کیونکہ اسلامی تعلیمات خواہ وہ عبادات سے تعلق رکھتی ہوں یا معاملات و آداب، احوالِ شخصی یا امورِ مملکت اور انتظامی امور سے، ان سب کی غرض و غایت ایک بڑے مقصد کی خدمت ہے اور وہ ہے مسلمانوں کے درمیان تعلقات کی گہرائی اور باہمی صلح و آشتی کی توثیق!

لہٰذا اگر یہ کہا جائے کہ شریعتِ اسلامیہ ایک ایسا ماحول پیدا کر دیتی ہے کہ جس میں جرائم کے اسباب اور ان کی اثر پذیری کی گنجائش ہی نہیں رہتی تو بے جا نہ ہو گا —— اور یہی وجہ ہے کہ اسلامی معاشرہ میں جب کوئی جرم وقوع پذیر ہوتا ہے تو اسے ایک اچنبھا اور اخلاقی گراوٹ تصور کیا جاتا ہے۔

مسلمان جرم کا ارتکاب کیوں کرتا ہے؟

مسلمان کا عقیدہ ٹھوس بنیاد پر قائم ہے اور وہ بنیاد ہے اللہ پر ایمان، اُس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور یومِ آخرت پر ایمان!

ایمان باللہ سے مراد یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ اور کائنات میں اس کے کلی اختیار پر ایمان ہو۔ گویا ایمان باللہ میں اللہ کا علم، اس کی ہر چیز پر نگاہ اور مکمل اطلاع شامل ہے۔ یعنی جو کچھ کائنات میں ہو رہا ہے، اس سے وہ پورے طور پر خبردار اور واقف ہے۔ خواہ یہ مخلوق کے اقوال و تصرفات ہوں یا دل کے خیالات، وجدان کے پوشیدہ اسرار ہوں یا عقل کی تدبیریں۔

اسی طرح یومِ آخرت پر ایمان سے مراد مرنے کے بعد جی اٹھنا ہے —— ایک مسلمان اسی ایمانی بنیاد پر اپنے عقیدہ کو مضبوط کرتا ہے کہ اس کے تمام اقوال و اعمال احاطۂ تحریر میں لائے جا رہے ہیں اور ان کا حساب رکھا جا رہا ہے۔ چنانچہ وہ شرعی اوامر و نواہی کی نگہداشت شروع کر دیتا ہے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

جس کی بناء پر اُس کا نفس ایک ایسا مضبوط قلعہ بن جاتا ہے کہ جس پر داخلی اور خارجی فریب اور فتنے اثر انداز نہیں ہو سکتے۔

مگر جب کسی مسلمان کے دل میں یہ اعتقاد راسخ نہ ہو تو یہی داخلی اور خارجی عوامل آہستہ آہستہ اس میں نفوذ کر جاتے ہیں، تا آنکہ وُہ خطا کار بن جاتا اور جرائم کا ارتکاب کرنے لگتا ہے۔

شریعت روح کی تربیت کرتی اور نفس کو اعتدال پر قائم رکھتی ہے!

گویا کسی مسلمان سے جرم کا وقوع اس کے اعتقاد کی ناپختگی اور اس کے ایمان کی کمزوری کی دلیل ہے جبکہ شریعت اسی کمزوریٔ ایمان کو دُور کرتی اور اسلامی معاشرہ کی تشکیل سے پیشتر فرد کی مثالی تربیت کرتی ہے جس سے ارتکابِ جرم کے سوتے خشک ہو کر رہ جاتے ہیں ــــــ چنانچہ ایسے ہی افراد سے جب ایک معاشرہ تشکیل پاتا ہے تو وُہ ایک ایسا مثالی معاشرہ ہوتا ہے کہ جس میں جرائم پنپ ہی نہیں سکتے۔

لیکن اس کے باوجود بھی اگر اسلامی معاشرہ میں کسی جرم کا ارتکاب ہوتا ہے تو شریعت ایسی تدابیر اختیار کرتی ہے کہ جس سے نہ صرف معاشرہ اس کے بُرے اثرات سے محفوظ رہے بلکہ خود مجرم کی بھی اصلاح ہو جائے ــــــ انسان طبعی طور پر کسی کے جرم کا ذکر کرنے پر حریص واقع ہوا ہے لہٰذا شریعت نے وقوعِ جرم کے بعد اس کے تذکرے سے سختی کے ساتھ روک دیا ہے۔ حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر لعنت کرنے سے بھی منع فرما دیا جس نے اپنے جرم کا خود اعتراف کیا تھا، اور جب اس شخص نے اپنا بیان نہ بدلا، جس کے نتیجے میں اس پر حد قائم ہوئی تو آپؐ نے فرمایا:

"اس شخص نے سچی توبہ کی اور اللہ کی راہ میں اپنی جان نثار کی!"

آپؐ کے اس ارشادِ گرامی سے یہ بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ اگر مملکت میں شرعی احکام نافذ ہوں اور معاشرہ بھی ان احکامات کا لحاظ رکھے تو کسی مجرم کے لیے سزا، سچی توبہ اور حقیقی استقامت کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ جس سے نہ صرف مجرم کی اصلاح ہوتی ہے بلکہ مجرم عقوبت کے بعد آخرت میں بھی اس جرم کی پاداش سے محفوظ و مصئون ہو جاتا ہے ــــــ پس اسلامی شریعت میں سزا کی حکمت یہ ہے کہ شریعت نے سزا مجرم کو محض دکھ پہنچانے کے لیے تجویز نہیں کی بلکہ تادیب و تعذیب کے لیے تجویز کی ہے ــــــ اور یہ تادیب و تعذیب بھی صرف مجرم

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کے لیے نہیں بلکہ پورے اسلامی معاشرہ کی حمایت کے لیے ہے تاکہ وُہ اخلاقِ رذیلہ میں گرنے کی بجائے اعلیٰ اخلاق، امن وسلامتی، باہمی تعلقات کے احترام، اخوت اور محبت کی طرف پرواز کرے۔

ان تمہیدی گزارشات کے بعد ہم قتل اور اس کی سزا (قصاص، دیت اور کفارہ) پر براہِ راست گفتگو کریں گے۔

قصاص

تعریف: بغیر حق کے کسی کی جان لینے والے کی جان لینے کو قصاص کہا جاتا ہے۔

عقوبت: شریعت میں عقوبت کا مقصد وُہ بدلہ یا سزا ہے جو کسی جرم کے مرتکب کو دی جاتی ہے۔

جرم: شریعت میں جرم ایسے کام کو کہا جاتا ہے جس کے ارتکاب سے منع کیا گیا ہو یا اس کو ترک کرنے کا حکم دیا گیا ہو۔

جرمِ قتل:

قتل کا جرم تمام جرائم سے زیادہ خطرناک ہے جس کا ارتکاب ایک انسان اپنے خدا کی اور اپنے انسان بھائی کی مخالفت میں بڑھ کر ہی کر سکتا ہے ــــــ شرعی احکام، جرمِ قتل کو نہایت برا قرار دیتے ہیں اور شریعت میں اس کے متعلق قطعی اور واضح احکام موجود ہیں۔

جرمِ قتل کی برائی سے متعلق نصوصِ شرعیہ:

اس خطۂ ارض پر پہلا واقعۂ قتل جو ظہور پذیر ہوا وہ ابوالبشر حضرت آدم ؑ کے ایک بیٹے نے اپنے بھائی کی مخالفت میں کیا تھا جسے قرآنِ مجید نے اپنے بلیغ انداز میں یوں بیان فرمایا ہے:

" وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ ط قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ۔ لَئِنْ بَسَطْتَ إِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِي مَا أَنَا بِبَاسِطٍ يَدِيَ إِلَيْكَ لِأَقْتُلَكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ۔ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ تَبُوءَ بِإِثْمِي وَإِثْمِكَ فَتَكُونَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ۔ فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ قَتْلَ أَخِيهِ فَقَتَلَهُ فَأَصْبَحَ مِنَ الْخَاسِرِينَ۔ فَبَعَثَ اللَّهُ غُرَابًا يَبْحَثُ فِي

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ؕ قَالَ يٰوَيْلَتٰۤى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ۚۛ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚۛ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا" (المائدة: ۲۷-۳۲)

"اور (اے نبیؐ!) آپ ان لوگوں کو آدمؑ کے دو بیٹوں کا حال سنائیے جبکہ انہوں نے قربانی پیش کی تو ان میں سے ایک کی قربانی تو قبول ہوگئی اور دُوسرے کی نامقبول ـــــ تو اُس نے کہا، "میں تجھے مار ڈالوں گا" وُہ بولا کہ "اللہ تعالیٰ تو صرف پرہیزگاروں سے ہی قبول فرماتا ہے۔ اگر تو مجھ کو مار ڈالنے کے لیے ہاتھ چلائے گا تو (بھی) میں تجھے مار ڈالنے کے لیے ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا ـــ میں تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میرا اور اپنا گناہ تو ہی حاصل کرے اور اہلِ دوزخ سے ہو جائے کہ ظالم لوگوں کی یہی سزا ہے۔"

پھر اس نے اپنے تئیں اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کرلیا، پھر اسے مار ڈالا اور نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایک کوا بھیجا، جو زمین کو کرید رہا تھا تاکہ اُسے دکھلائے کہ کس طرح اپنے بھائی کی لاش کو چھپا سکتا ہے۔ کہنے لگا، "افسوس میں اس کوّے سے بھی گیا گزرا ہوں کہ اپنے بھائی کی لاش کو چھپا سکوں۔" اب وُہ پچھتانے لگا ـــــ اسی بنا پر ہم نے بنی اسرائیل پر یہ بات لکھ دی کہ جو شخص کسی دوسرے کو بلا عوض جان کے یا ملک میں فساد کے بغیر قتل کرے گا تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کر دیا ـــــ اور جس نے ایک جان کو زندہ رکھا (یعنی اس کی زندگی بچائی) تو گویا اس نے سب لوگوں کو زندہ رکھا۔"

پہلے انسان کے ہاں اس جرم کے اسباب، ردِّ عمل اور تاثرات:

بات حسد سے شروع ہوئی اور سرکشی تک جا پہنچی جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی، والدین کی نافرمانی، قطع رحمی کی گئی اور ناجائز خون بہایا گیا۔ یہ انسانی تاریخ میں پہلا انسانی خون تھا جو

magazine.mohaddis.com

سطحِ ارضی پر بہایا گیا۔ لیکن یہ آخری نہ ثابت ہو سکا، پھر اس کے بعد خون پر خون بہائے جاتے رہے جو احکامِ شریعت سے اعراض کا نتیجہ ہیں۔

مندرجہ بالا آیاتِ قرآنی کسی تشریح و تفسیر کی محتاج نہیں کیونکہ یہ عبارت و معانی کے لحاظ سے بالکل واضح ہیں، ہاں ہم یہ کر سکتے ہیں کہ اس بناء پر ہم قتل کے اسباب اور قتل کے بعد نفسِ انسانی پر اس کے جو اثرات مرتب ہوتے ہیں، ان کا کھوج لگایا جائے۔

اس جرم کا اصل محرک طمع اور حسد تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہابیل (مقتول) کی قربانی کو کیوں قبول فرما لیا اور قابیل (قاتل) کی قربانی کیوں نامقبول ہوئی؟ پھر یہ حسد کینہ کی شکل اختیار کر گیا حتیٰ کہ وُہ انسان دشمنی پر آمادہ ہو کر جرمِ قتل کا مرتکب ہوا۔ لیکن اس کے نتیجہ میں اسے ندامت ہوئی، جو اس کی پریشانی میں مزید اضافہ کا سبب بن گئی۔ جب وُہ اپنے سامنے بھائی کی لاش دیکھتا تو اس جرم کا احساس شدید ہو جاتا اور خسارے کی گرانباری پھر سے تازہ ہو جاتی، تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے ایک کوا بھیجا جو اس کا استاد بنا کہ اپنے جرم اور اپنے بھائی کی لاش کو کیسے چھپاتے۔

قرآنِ کریم کی زبان میں مجرم کے یہ الفاظ کہ "کیا میں اس کوے سے بھی گیا گزرا ہوں کہ اپنے بھائی کی لاش کو بھی نہ چھپا سکا، اس عبرت اور تاثرات کی نشاندہی کرتے ہیں جو ایک قاتل کے نفس میں جرمِ قتل کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔

بلاشبہ قرآن مجید فصاحت کی بلند چوٹی اور بلاغت کی آخری حد ہے —— قاتل کے ضمیر کی یہ چبھن، جو اکثر و بیشتر پیدا ہوتی رہتی ہے، زندگی بھر اس کا پیچھا نہیں چھوڑتی۔

بنی نوعِ انسان کے دو نمونے:

پھر یہ بھی دیکھیے کہ ان آیات میں بنی نوعِ انسان کے دو واضح نمونے پیش کیے گئے ہیں:

۱۔ ایک نمونہ تو اُس انسان کا ہے جس کا اپنے رب سے تعلق ختم ہوا، جو خوف یا امید کسی بھی بناء پر دوبارہ جُڑ نہ سکا، اس کا عجز اور مایوسی آشکارا ہو گئی اور وُہ طماع، باغی، حاسد اور کینہ پرور ایسا انسان بن گیا جس نے اپنے ضمیر کو کچلا، شریعت کے مقام سے گرا، سچی شریعت کو چھوڑ کر گمراہی کے طریقے پر عمل پیرا ہوا —— اب کوئی قاعدہ یا اصول اُس کو روک نہیں سکتا، نہ کوئی مثال اسے مضبوط بنا سکتی ہے اور نہ ہی اخلاق اسے مقید کر سکتا ہے کیونکہ نہ تو وُہ خالق سے ڈرا اور نہ ہی بعد میں پیدا ہونے والے نتائج کو سامنے رکھ کر مخلوق سے ڈرا۔

۲۔ اور دُوسرا نمونہ اس انسان کا ہے جو اپنے خالق سے جا ملا اور اس سے تعلق کو قائم رکھا

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

تاکہ اس کی رضامندی برقرار رکھے اور ہدایت پر قائم رہے ــــــــ وہ اس شریعت سے ہدایت حاصل کرتا ہے جو اس کی بصیرت کو روشن کرتی، عقل کو جلا دیتی اور اس کے ضمیر و ایمان کو معنوی طور پر آباد کرتی ہے ــــــــ اور یہی وہ نمونہ ہے جو اسلام نے پیش کیا ہے ــــ اور آج یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ اگر اسلامی معاشرہ شریعت کے احکامات پر عمل پیرا ہو تو اُس میں بسنے والا فرد اولاً تو ارتکابِ جرم ہی نہیں کرتا اور اگر جرم کا مرتکب ہو بھی جائے تو کسی صورت میں بھی سزا سے بچ نہیں سکتا۔

ان آیات سے ہمیں یہ سبق بھی حاصل ہوتا ہے کہ کوئی بھی انسان عقل کی کمی، پیدائشی نقص یا نفس کی کمتری کی بناء پر کسی دوسرے سے حسد نہ کرے کیونکہ اس فرق کے باوجود ہر انسان شرفِ انسانیت، بلندیٔ نفس، ضمیر کی پاکیزگی، زبان کی شستگی، دل کی سلامتی اور بصیرت کے نور کا ایک نمونہ ہے اور شریعت اسلامی ہر مرد، عورت، بوڑھے اور نوجوان سب سے یکساں برتاؤ کرتی ہے ــــــــ رہی بات اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت و فضیلت کی تو اس کا علاج حسد نہیں بلکہ امورِ خیر میں سبقت ہے، جس کے دروازے کسی پر بھی بند نہیں ہیں، اِلّا یہ کہ وہ خود انہیں اپنے لیے بند کر لے ــــ جبکہ حسد ایک ایسی بیماری ہے جو قتل ایسے شنیع جرم کے ارتکاب پر بھی منتج ہو سکتی ہے۔

(جاری ہے)

نامور مؤرخ اور سیرت نگار جناب طالب ہاشمی کی معرکہ آرا تالیف

"تیس ۳۰ پروانے شمعِ رسالت کے" (دوسرا ایڈیشن)

تیس صحابہ کرامؓ کے ایمان افروز تذکرے، تاریخ، تحقیق اور ادب کا حسین امتزاج!

پُرتاثیر اسلوبِ نگارش

عمدہ کتابت طباعت، سفید کاغذ بڑا سائز ۲۱۵ صفحات مجلد سنہری ڈائیدار قیمت ۴۰ روپے صرف

ہم سے بیس فی صد رعایت پر طلب فرمائیے

ادارہ "محدث"

۹۹ جے ـــ ماڈل ٹاؤن ـــ لاہور

magazine.mohaddis.com

سید جمیل احمد رضوی

اسلامی کتب خانے اور اُن کا انتظام!

"مجلس التحقیق الاسلامی" کے زیرِ اہتمام ہر سال قانون و شریعت کنونشن منعقد ہوتا ہے، لیکن گذشتہ سال مجلس نے کنونشن کے بجائے دس روزہ سیمینار کا انعقاد کیا تھا ——— زیرِ نظر مقالہ، جو اس سیمینار میں پنجاب یونیورسٹی کے لائبریرین جناب سید جمیل احمد صاحب رضوی نے پڑھا تھا، اپنی افادیت کی بناء پر ہدیۂ قارئینِ "محدّث" ہے۔

(ادارہ)

اسلامی کتب خانوں کو زیرِ بحث لانے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ معلوم کیا جائے کہ کتب خانہ جس ادارہ کی ایجنسی ہے، اسلام میں اس کی اہمیت کیا ہے[1]؟ اگر ہم اس پہلو کو پہلے جان لیں، تو پھر یہ سمجھنا آسان ہو گا کہ اسلام میں کتب خانوں کی کیا اہمیت ہے اور مسلمانوں نے اپنی تہذیب و ثقافت کے عروج کے دور میں اس طرف کتنی توجہ مبذول کی۔؟

---

[1] لائبریری سائنس کے ماہرین میں اختلاف ہے کہ کیا لائبریری ایک سماجی ادارہ ہے یا ایجنسی، ایک امریکی ماہرِ تعلیم ڈاکٹر جے۔ایچ۔شیرا J.H.SHERA کے نزدیک لائبریری ایک سماجی ایجنسی ہے (جے۔ایچ۔شیرا۔ لائبریرین شپ کی عمرانی بنیادیں (اردو ترجمہ) ص ۲۸)

میرے نزدیک ایجنسی بھی ایک سماجی آلہ ہے جو ادارے کے فائدے کے لیے بنائی جاتی ہے۔ یہ وہ ذریعہ ہے جس کے واسطے سے ادارہ کام کرتا ہے۔۔۔۔ قانون ایک ادارہ ہے۔ عدالتیں اس کی ایجنسیاں ہیں، مذہب ایک ادارہ ہے۔ چرچ اس کی ایک ایجنسی ہے۔ تعلیم یا علم ایک ادارہ ہے، سکول، کالج، یونیورسٹی اور لائبریری اس کی ایجنسیاں ہیں۔ بہرحال کتب خانے کو ایک معاشرتی ادارہ سمجھا جائے یا اس کی ایجنسی ——— یہ دراصل تعلیم کا ایک لاحقہ ہے نہ اس سے زیادہ نہ اس سے کم۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

اسلام میں علم کی اہمیت : ـــــــ لائبریری جس ادارہ کی ایجنسی ہے، وہ علم ہے۔ اور اسلام نے علم کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے۔ قرآنِ حکیم کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سب سے پہلی وحی نازل ہوئی، اس میں پڑھنے کا ذکر تکرار کے ساتھ موجود ہے۔ تعلیم اور آلاتِ تعلیم میں سے قلم کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ سورۂ علق میں ارشادِ ربّ العزت ہے :

"اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ـ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ـ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ـ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ـ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ"

"(اے رسولؐ) اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھیے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا۔ اسی نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔ پڑھیے اور آپ کا پروردگار بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعہ سے تعلیم دی اور انسان کو وہ کچھ سکھا دیا جو وہ نہ جانتا تھا۔"

اسی طرح سورۂ طٰہٰ میں علم کے بارے میں ارشادِ پروردگار ہے :

"وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا"

"یعنی (اے رسول) یہ کہا کیجیے، "اے پروردگار! میرا علم بڑھا دے"۔"

گویا زبانِ رسالت سے ہمیں تعلیم دی جا رہی ہے کہ ہم اپنے علم میں اضافے کے لیے دُعا کیا کریں۔

علماء کی فضیلت کو قرآن حکیم میں یوں بیان کیا گیا :

"إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ"

"یعنی اللہ تعالیٰ سے اُس کے بندوں میں سے اہلِ علم ہی ڈرتے ہیں۔"

قرآنِ حکیم کی یہ چند آیات علم اور صاحبانِ علم کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں۔ حدیثِ نبویؐ کا مطالعہ کیا جائے تو اس میں بھی ہمیں بہت سے احکام نظر آئیں گے جن میں علم کے حصول پر زور دیا گیا ہے۔ پیغمبرِ خدا کا ارشاد ہے :

"طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ"

"ہر مسلمان پر طلبِ علم ایک فریضہ ہے۔"

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

یہ حکم بھی ہمیں ملتا ہے :

"اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ اِلَى اللَّحْدِ"

"آغوشِ مادر سے قبر میں جانے تک علم حاصل کرو"

ابنِ ماجہ کی حدیث ہے :

"اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اَنْ يَّتَعَلَّمَ الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ ثُمَّ يُعَلِّمَهُ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ" (ابن ماجہ)

کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا : "افضل صدقہ یہ ہے کہ ایک مسلمان شخص علم سیکھ کر اپنے دوسرے مسلمان بھائی کو اس کی تعلیم دے۔"

ان چند احادیث سے بخوبی معلوم ہو جاتا ہے کہ تعلیم ایک ایسا ادارہ ہے جس کی اہمیت تعلیماتِ اسلامیہ میں بہت زیادہ ہے اور علم کی نشرواشاعت (Dissemination of Information) پر کتنا زور دیا گیا ہے۔ آخری حدیث میں تو بہت پر زور انداز میں تعلیم و تعلم اور درس و تدریس کو بیان کیا گیا ہے۔

نظامِ تعلیم میں کتاب کی اہمیت پر ان احکامات و ارشادات کا ہی نتیجہ ہے کہ مسلمانوں نے ہمیشہ تعلیم و تعلم کی طرف پوری توجہ دی۔ کتاب سے محبت اُن کا طرۂ امتیاز رہا۔ کسی بھی نظامِ تعلیم میں کتاب کو ہمیشہ مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے۔ کتاب ایک ایسا ذریعہ ہے جو علم کو اپنے دامن میں سمیٹ کر محفوظ رکھتا ہے۔ زمانۂ حال کے ماہرینِ تعلیم بھی اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ تعلیم کے نظام میں کتاب نے بہت اہم رول ادا کیا ہے اور ادا کرتی رہے گی۔ ایک مغربی ماہرِ تعلیم کے الفاظ ہیں :

"ہمارے تعلیمی نظام میں ہمیشہ کتاب کو مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے۔ میں ہمیشہ کا لفظ اس معنی میں استعمال کرتا ہوں کہ جہاں تک ہمارے پاس ریکارڈز ہیں کم سے کم مغربی دُنیا میں تعلیم کے شعبے میں کتاب کو مرکزی اہمیت حاصل رہی ہے بے شک تعلیم ابلاغ کا ایک عمل ہے خواہ یہ زبانی ہو یا تحریری۔ مطبوعہ کتاب مدت سے خیالات کے ابلاغ کا ایک ذریعہ رہی ہے۔ کتاب وقت کو ملانے والی ہے۔ یہ نہ صرف مکانی فاصلہ طے کرتی ہے بلکہ زمانی بھی۔ جب آپ اس پر غور و فکر کرتے ہیں تو یہ ایک نہایت اہم ایجاد نظر آتی ہے جیسا کہ مسز لینگر (Mrs. Langer) نے کہا ہے "ہم ایک کتاب کو اٹھاتے ہیں اور جو کچھ کسی نے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کہا ہے، اُس کو معلوم کر سکتے ہیں۔ کہنے والے کو ہم نے دیکھا نہیں، وہ ہماری پیدائش سے کئی صدیاں پہلے مر چکا ہے تاہم صوتیاتی تحریر (PHONETIC WRITING) کے معجزے سے ہم اس کی کہی ہوئی باتوں کی نقل اتار سکتے ہیں" [1]

اسلامی نظامِ تعلیم میں بھی کتاب کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ کلام اللہ یعنی قرآن حکیم کو الکتاب کے نام سے پکارا گیا۔ عہدِ عباسی کا مشہور شاعر متنبی کتاب کے بارے میں کہتا ہے:

أَعَزُّ مَكَانٍ فِي الدُّنَى سَرْجُ سَابِحٍ
وَخَيْرُ جَلِيسٍ فِي الزَّمَانِ كِتَابُ

یعنی "دنیا میں سب سے زیادہ عزت والی جگہ گھوڑے کی زین ہے اور زمانے میں بہترین رفیق کتاب ہے۔"

ابن الطقطقی اپنی مشہور عالم تاریخ الفخری میں لکھتا ہے کہ:

"حکماء نے کہا ہے کہ کتاب ایک ایسی ہمنشین ہے جو نہ منافقت کرتی ہے اور نہ آزردہ خاطر ہوتی ہے۔ اگر تم اس پر زیادتی بھی کرو تو ناراض نہیں ہوتی اور تمہارا کوئی راز فاش نہیں کرتی۔ مہلب نے اپنی اولاد سے کہا تھا" اے فرزندو! اگر تمہیں بازار میں کہیں رکنا پڑے تو وہیں رکو جہاں ہتھیار فروخت ہوتے ہوں یا کتابیں بکتی ہوں۔" [2]

اسی مورخ نے کتاب سے محبت کا ایک اور دلچسپ واقعہ لکھا ہے:

"ایک خلیفہ کا ذکر ہے کہ اس نے کسی عالم کو باتیں کرنے کے لیے بلوا بھیجا۔ جب بلانے والا آیا تو اُس نے دیکھا کہ وہ بیٹھا ہے اور اس کے گرد و پیش کتابیں بکھری پڑی ہیں جن کا وہ مطالعہ کر رہا ہے۔ اس نے کہا: "امیر المؤمنین آپ کو یاد فرماتے ہیں۔" اس نے جواب دیا کہ" ان سے عرض کر دینا کہ میرے پاس حکماء کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی ہے جن سے میں گفتگو کر رہا ہوں۔ ان سے فارغ ہو کر حاضر ہو جاؤں گا۔" جب وہ خادم خلیفہ کے پاس آیا اور اُس کو اس عالم کا پیغام دیا تو اُس نے پوچھا کہ "وہ کون سے حکماء ہیں جو اس کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں؟" اس

---

[1] جے۔ایچ۔شیرا۔ لائبریرین شپ کی عمرانی بنیادیں۔ ص ۱۶

[2] ابن الطقطقی۔ الفخری، مترجم محمد جعفر پھلواروی۔ ص ۲

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

نے کہا: "بخدا! اے امیر المومنین! اُس کے پاس آدمی تو کوئی بھی نہیں"۔ خلیفہ نے کہا: "وہ جس حال میں بھی ہو اُسے فوراً بلا لاؤ"۔

جب وہ عالم آیا تو خلیفہ نے پوچھا کہ "وہ کون سے حکماء ہیں جو تمہارے پاس بیٹھے ہوئے تھے"؟ اس نے جواب دیا کہ "اے امیر المومنین!

لنا جلساءُ ما نملُّ حدیثهم
أمینون مامونون غیباً و مشهداً
یفیدوننا من علمهم علم ما مضیٰ
ورأیاً وتادیباً و مجداً و سؤدداً
فإن قلت أموات فلا تعد أمرهم
وإن قلت أحیاء فلست مفنّداً

یعنی "ہمارے ہمنشین ایسے ہیں جن کی باتوں سے ہم اکتاتے نہیں۔ وہ امانتدار ہیں اور قابلِ وثوق ہیں، سامنے بھی اور بعد میں بھی۔

ہمیں اپنے علم سے جو وہ فائدہ پہنچاتے ہیں، وہ ماضی کا علم ہے، مشورہ ہے، ادب آموزی ہے، حصولِ شرف و نیاز ہے۔

اگر آپ انہیں مردہ کہیں تو یہ کوئی زیادتی نہ ہو گی اور اگر انہیں زندہ کہیں تو یہ بھی کوئی بہکی ہوتی بات نہ ہو گی"۔

خلیفہ سمجھ گیا کہ وہ کتابوں کا ذکر کر رہا ہے، اس لیے دیر سے آنے پر کوئی باز پرس نہ کی ۔ ... جاحظ (م ۲۵۵ ھ / ۸۶۹ ء، تیسری صدی ہجری کا معروف مصنف) ... علاوہ ان کتابوں کو پڑھنے اور مطالعہ کرنے کے جن کو وہ خرید سکتا تھا، وہ کتب فروشوں سے روپیہ امانت رکھ کر کتابیں لاتا تھا اور اُن کو اول سے آخر تک بالاستیعاب پڑھتا تھا۔ حتّٰی کہ انہی کتابوں کی وجہ سے موت کا شکار بھی ہوا۔ اُس کی عادت یہ تھی کہ وہ اپنے گرد ضروری کتابیں دیوار کی طرح چن دیا کرتا تھا۔ چنانچہ آخر عمر میں جبکہ فالج نے اُس کے آدھے جسم کو بیکار کر دیا تھا، وہ مطالعہ میں مشغول تھا کہ یکایک وہ کتابیں اس پر گر پڑیں اور اس طرح وہ غریب ان کے نیچے

---

۵ ابن الطقطقی ۔ الفخری، ترجمہ محمد جعفر پھلواروی ۔ ص ۲، ۳

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

دب کر جاں بحق ہو گیا[1]

کاغذ سازی :

مسلمانوں نے کاغذ سازی کے شعبے میں بھی کارہائے نمایاں سر انجام دیئے۔ جہاں تک کاغذ کا تعلق ہے، اسے چین میں سائی لون (T SAILUN) نے ۱۰۵ء میں ایجاد کیا تھا۔ مسلمانوں نے چینیوں ہی سے یہ فن تیسری صدی ہجری (آٹھویں صدی عیسوی) میں سیکھا اور پھر ان ہی کے ذریعے یورپ پہنچا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ کاغذ کی قسمت مسلمانوں ہی کے ہاتھ میں آکر جاگی۔ ان سے پہلے یہ فن عام نہ ہوا تھا۔ انہوں نے کاغذ سازی کے کارخانے قائم کیے۔ ردّی سے کاغذ بنایا اور اس صنعت کو توسیع و ترقی دے کر یورپ پہنچایا۔

کاغذ کی صنعت کی بنیاد آٹھویں صدی عیسوی میں بمقام سمرقند رکھی گئی تھی۔ اسی زمانے میں ہارون الرشید نے کاغذ سازی کا کارخانہ بغداد میں قائم کیا جسے "صناعة الوراقة" کہتے تھے۔ پھر اندلس میں قرطبہ اور شاطبہ اس صنعت کے بہت بڑے مرکز بن گئے، جہاں سے یورپ کو بھی کاغذ جاتا تھا۔[2] اختر جوناگڑھی لکھتے ہیں کہ :

> "تیسری صدی ہجری میں خراسان اور بغداد اور جزیرۂ عرب کے بعض مقامات یمن و تہامہ وغیرہ میں کاغذ بنانے کے کارخانے قائم ہو گئے تھے"[3]

کتاب کے ساتھ محبت، فنِ کاغذ سازی میں مہارت اور تجلید و تہذیب کے شعبوں میں ترقی کرنے سے مسلمانوں کی کوششوں سے کتابوں کی تعداد میں بکثرت اضافہ ہونے لگا اور انہوں نے کتب خانے قائم کرنے میں بہت دلچسپی سے کام لیا۔ اسلامی کتب خانوں کا ذکر اس مختصر مقالے میں کرنا ممکن نہیں۔ تاریخی اعتبار سے اس کا سروے کیا جائے کہ مسلمانوں نے مختلف ادوار اور مختلف ممالک میں کتنے کتب خانے قائم کیے، ان کی اقسام کیا تھیں، ان میں ذخیرہ ہائے کتب کی نوعیت کیا تھی، وہ کون سے لوگ تھے جو ان سے استفادہ کر سکتے تھے، یہ ایک ایسا موضوع ہے

---

[1] اولگا پنٹو (ڈاکٹر)۔ اسلامی کتب خانے (عہدِ عباسیہ میں)، مترجم قاضی احمد میاں اختر جوناگڑھی ص ۷۔

[2] محمد زبیر۔ اسلامی کتب خانے۔ ص ۴۳۔

[3] قاضی احمد میاں اختر جوناگڑھی۔ "عہدِ اسلامی میں کتب خانوں کا نظم و نسق۔ روئیداد اجلاس سوم۔ ادارہ معارف اسلامیہ منعقدہ دہلی۔ ص ۱۴۱، ۱۴۲)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

جو بہت وسیع ہے اور اس پر مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں۔ اس مقالہ میں مختصراً یہ بتانے کی کوشش کی جائے گی کہ ان کتب خانوں کا انتظام کس طرح کیا جاتا ہے۔ ان کا نظم و نسق کیسا تھا؟

کتب خانوں کا انتظام

کتب خانے کی عمارت:

جب ہم کتب خانوں کے نظم و نسق کی بات کرتے ہیں تو سب سے پہلے اس عمارت پر نظر جاتی ہے جس میں یہ قائم کیا جاتا ہے۔ لائبریری سائنس کے جدید نظریات کی روشنی میں اس عمارت کو ان فرائض و مقاصد کو سامنے رکھ کر بنایا جاتا ہے جو اس کو ادا کرنا ہوتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اس کا عملی (FUNCTIONAL) ہونا نہ کہ صرف فن تعمیر کا ایک بہترین نمونہ۔ اس میں کتابوں، قارئین اور عملے کے لیے کافی جگہ ہونی چاہیے۔ ڈاکٹر اولگا پنٹو عہدِ عباسی کے کتب خانوں میں لکھتی ہیں:

"سلاطینِ اسلام ان مکانوں کی بہت حفاظت کرتے تھے جو عام کتب خانوں کے لیے مخصوص ہوتے تھے۔ بعض مثلاً شیراز، قرطبہ اور قاہرہ میں ان کتب خانوں کے لیے علیحدہ عمارتیں تعمیر کرائی گئی تھیں، جن میں مختلف کاموں کے لیے متعدد کمرے ہوتے تھے مثلاً گیلریاں جن میں کتابوں کی الماریاں رکھی جاتی تھیں اور وہ کمرے جہاں شائقین کتابوں کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ بعض کمرے ان کاتبوں کے لیے مخصوص تھے جو کتابوں کی نقلیں کیا کرتے تھے اور وہ کمرے بھی تھے جو "مجالس علمیہ" کے کام آتے تھے کہیں کہیں موسیقی اور غناء وغیرہ کے لیے بھی علیحدہ کمرے ہوا کرتے تھے۔ یہ تمام کمرے نہایت آراستہ اور پیراستہ ہوا کرتے تھے جن میں قالین، چٹائیاں وغیرہ بچھی رہتی تھیں اور جن پر شائقین مشرقی طرز سے دو زانو (آلتی پالتی مار کر) بیٹھ کر کاغذ یا پارچمنٹ (PARCHMENT) اپنے بائیں ہاتھ میں پکڑے ہوئے لکھنے پڑھنے میں مشغول رہتے تھے۔ کھڑکیوں اور دروازوں پر پردے پڑے ہوتے تھے اور صدر دروازہ میں خاص طور پر ایک بھاری پردہ لگا رہتا تھا، تاکہ سرد ہوا اندر داخل نہ ہو۔"[1]

(جاری ہے)

[1] اولگا پنٹو۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

الصلوٰۃ یعنی نماز نمبر

جنوری ۸۲ء میں انشاء اللہ نئے انداز اور نئے سائز (ڈائجسٹ سائز ۲۲×۲۲/۱۶) پر طبع ہوگا۔

دیدہ زیب اور خوشنما ٹائیٹل سے مزین اور اپنی افادیت کے لحاظ سے ایک یادگار ہوگا۔

پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلہ میں جو اقدامات ہو رہے ہیں ان میں نماز سرِفہرست ہے جس کے نفاذ سے پاکستانی معاشرہ اصلاح پذیر ہوسکتا ہے اگر معاشرے میں اقامت الصلوٰۃ کا نظام صحیح خطوط پر نافذ ہوجائے تو ہمارے بہت سے زندگی کے مسائل از خود حل ہو جاتے ہیں۔ اور معاشرہ پاکیزہ ہوسکتا ہے۔

اس "خاص نمبر" میں برِصغیر پاک و ہند کے مشہور اہلِ قلم اور علماء حصہ لے رہے ہیں۔

یہ "نماز نمبر" انشاء اللہ "تحریک نفاذِ نماز" کے ہر پہلوؤں پر مشتمل ہوگا۔

ادارہ "الحسنات" نے اس سلسلہ میں ایک سوالنامہ جاری کیا ہے۔ ملک کے نامور اہلِ قلم و علماء جو اس میں حصہ لے رہے ہیں، ان کے جوابات بھی اس میں شامل ہوں گے۔

نماز نمبر کے مضامین کی ایک جھلک :

مقصدِ زندگی اور نماز ـــ وصیتِ رسولؐ ـــ تلاوتِ قرآن اور اقامت الصلوٰۃ ـــ اوقاتِ نماز، زندگی نماز کے آئینے میں ـــ خشوع و خضوع نماز کی جان ـــ خاصانِ خدا کی نمازیں ـــ نماز کے اجتماعی مقاصد ایمان ایک دعویٰ نماز ایک ثبوت ـــ نماز معراج کا تحفہ ـــ نماز کے آداب ـــ نماز کیسے پڑھیں؟ ـــ اقامتِ نماز مفسداتِ نماز اور ان کی اصلاح ـــ مساجد کی آبادی ـــ نماز کیمپیول کا اہتمام۔

چند اہلِ قلم حضرات کے اسماء گرامی :

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ ـــ سید ابوالحسن ندوی ـــ مولانا امین احسن اصلاحی ـــ میاں طفیل محمد محمد عبدالحی ـــ محمد صلاح الدین ـــ مولانا محمد یوسف اصلاحی ـــ مولانا جلیل احسن اصلاحی ـــ جناب نعیم صدیقی، مولانا مفتی محمد حسین نعیمی ـــ مولانا حافظ عبدالرحمٰن مدنی مدیر محدث ـــ شمس نوید عثمانی ـــ وحید الدین خاں مولانا مفتی سیاح الدین کاکاخیل ـــ جسٹس ملک غلام علی ـــ جسٹس محمد تقی عثمانی ـــ وغیرہ

قیمت تقریباً پندرہ روپے کے اندر اندر ہوگی۔ ایجنٹ حضرات اپنی ضرورت سے فوری طور پر مطلع فرمادیں نیز اصلاح معاشرہ کے نقطۂ نظر سے اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت میں بھرپور حصہ لیں۔

ماہنامہ "الحسنات" ۱۹-اے منصورہ ملتان روڈ لاہور

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

جناب طالب ہاشمی

عطاء الرحمٰن ثاقب
اکرام اللہ ساجد

تبصرہ کتب

نام کتاب : سید بادشاہ کا قافلہ
مؤلف : آباد شاہ پوری ضخامت : ۵۶۴ صفحات
بڑا سائز، کاغذ کتابت، طباعت عمدہ، مجلد، سنہری ڈائیدار، قیمت ۴۸ روپے
ناشر : البدر پبلی کیشنز۔ ۲۳۔ راحت مارکیٹ
اردو بازار۔ لاہور

سید احمد شہید بریلوی نے عزم و ہمت، صبر و استقامت اور راہِ حق میں بلاکشی کے جو نقوش صفحۂ گیتی پر مرتسم کئے وہ ابدالآباد تک اہلِ ایمان کے دلوں میں حرارت پیدا کرتے رہیں گے فی الحقیقت احیاء دین کے سلسلہ میں سید احمد شہیدؒ اور ان کے سرفروش رفقاء کی مساعی جمیلہ اور ان کی داستانِ جہاد و شہادت ہماری تاریخ کا ایک تابناک باب ہے، اتنا تابناک کہ اس کی روشنی میں ملتِ اسلامیہ اپنی منزلِ مقصود کا رخ متعین کر سکتی ہے۔ مولانا سید سلیمان ندویؒ نے سید احمدؒ کی تحریکِ جہاد کا تعارف یوں کرایا ہے:

"تیرھویں صدی میں جب ایک طرف ہندوستان میں مسلمانوں کی سیاسی طاقت فنا ہو رہی تھی اور دوسری طرف ان میں مشرکانہ رسوم اور بدعات کا زور تھا، مولانا اسمٰعیل شہید اور حضرت سید احمد بریلویؒ کی مجاہدانہ کوششوں نے تجدیدِ دین کی نئی تحریک شروع کی یہ وہ وقت تھا جب سارے پنجاب پر سکھوں کا اور باقی ہندوستان پر انگریزوں کا قبضہ تھا۔ ان دو بزرگوں نے اپنی بلند ہمتی سے اسلام کا علَم اٹھایا اور مسلمانوں کو جہاد کی دعوت دی جس کی آواز ہمالیہ کی چوٹیوں اور نیپال کی ترائیوں سے لے کر خلیج بنگال کے کنارے تک یکساں پھیل گئی اور لوگ جوق جوق اس علَم کے نیچے جمع ہونے لگے۔ اس مجددانہ کارنامہ کی عام تاریخ لوگوں کو یہیں تک معلوم ہے کہ ان مجاہدوں نے سرحد پار ہو کر سکھوں سے مقابلہ کیا اور شہید ہوئے حالانکہ یہ واقعہ اس کی پوری تاریخ کا صرف ایک باب ہے۔"

(دیباچہ سید احمد شہید از سید ابوالحسن علی ندوی)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

سید احمد شہیدؒ کی سیرت اور تحریکِ جہاد پر اس سے پہلے بھی کئی بلند پایہ کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ اب مولانا آباد شاہ پوری نے اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔ جناب آباد شاہ پوری کا نام پاکستان کے علمی اور دینی حلقوں میں کسی تعارف کا محتاج نہیں، وہ ایک کہنہ مشق صحافی اور ایسے بلند پایہ ادیب ہیں جن کا قلم موتی بکھیرتا ہے اور جن کو زبان و بیان پر قابلِ رشک قدرت حاصل ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ مبداءِ فیض نے انہیں قلبِ تپاں سے نوازا ہے۔ وہ متعدد گرانقدر کتابوں کے مصنف ہیں لیکن اگر ہم یہ کہیں کہ زیرِ نظر کتاب ان کی تمام تصنیفات میں شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے تو اس میں کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔ کتاب کی زبان اتنی شُستہ و رَفتہ اور اسلوبِ نگارش ایسا دلآویز ہے کہ قاری کو اپنے اندر جذب کر لیتا ہے اور پھر اس پر خلوص، عقیدت اور سوزِ دروں کی ایسی گہری چھاپ ہے کہ سخت سے سخت دلوں کو پگھلا کر رکھ دیتی ہے اور اس کے باوصف اس میں صحتِ واقعات کا اس قدر اہتمام کیا گیا ہے کہ تاریخ کے چہرے پر ذرا بھی خراش نہیں آئی۔ کتاب کا تعارف خود فاضل مؤلف نے "بانگِ رحیل" کے عنوان سے بڑے نپے تلے انداز میں کرایا ہے اس کی چند ابتدائی سطریں ملاحظہ ہوں:

> "یہ ایک عظیم تحریک کے قافلۂ شوق کی داستان جلیل و جمیل ہے۔ برِصغیر پاکستان و ہند کی پہلی اسلامی تحریک کے قافلے کی داستانِ لازوال۔ اُن روح پرور دینی ولولوں اور کفر و باطل کے ساتھ جانگسل تصادموں اور رنج و محن کی داستانِ جانگداز جس کے اوراق بالاکوٹ کی شہادت گاہ سے اندرونِ ملک کے قیدخانوں اور انڈمان کے وحشت ناک جزیروں تک پھیلے ہوئے ہیں۔ تقریباً سوا سو برس کے عرصے پر محیط ایک ایسی داستان جس کو جنم دینے والا ایک ایک لمحہ ایمان افروز ہے جذب و شوق کی کائنات لیے ہوئے ہے۔"

فاضل مؤلف کے اپنے قول کے مطابق اس تصنیف سے ان کا مقصد مسلمان نوجوانوں خصوصاً ان تحریکوں کے کارکنوں کو فکر و نظر اور کردار و عمل کی تربیت کا گراں بہا سرمایہ بہم پہنچانا ہے جو خالص کتاب و سنت کے اسلام کو سربلند کرنے کی جدّ و جہد کر رہی ہیں۔"

کتاب کے چار ابواب ہیں: مشہدِ بالاکوٹ، صادق پور، انڈمان اور حرفِ گفتنی۔ ان ابواب میں سید احمد شہیدؒ کی تحریکِ احیاءِ دین کو نہایت مؤثر انداز میں منزل بہ منزل چلتے دکھایا گیا ہے۔ حق یہ ہے کہ مولانا آباد شاہ پوری نے اپنے موضوع کا حق ادا کر دیا ہے۔ یہ کتاب تاریخ اور ادب کا نہایت حسین امتزاج ہے اور پاکستان کے علمی اور ادبی سرمائے میں ایک بیش بہا اضافہ ہے۔ ہم جناب آباد شاہ پوری کو اس ایمان افروز تصنیف پر عمقِ قلب سے مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ ناشرین بھی دادِ تحسین کے مستحق ہیں جنہوں نے اس کتاب کو اس

کے شایانِ شان انداز سے شائع کیا۔ صوری و معنوی خوبیوں سے مالا مال اس گراں بہا کتاب کی قیمت ۸۰ روپے بالکل واجبی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ کوئی کتب خانہ اور تاریخ و ادب سے دلچسپی رکھنے والا کوئی گھرانا اس کتاب سے خالی نہ رہے گا۔

طالب ہاشمی

نام کتاب : موت کے سائے

مؤلف : مولانا عبدالرحمٰن عاجز مالیر کوٹلوی

ناشر : رحمانیہ دارالکتب امین پور بازار فیصل آباد

ضخامت : ۵۶۴ صفحات

کاغذ سفید گلیزڈ۔ ہر صفحہ بیلدار۔ طباعت آفسٹ

مجلد سنہری ڈائی دار — قیمت سفید کاغذ جلد پلاسٹک کور ۳۰ روپے

دیدہ زیب جہیز ایڈیشن ۵۵ روپے، اعلیٰ ایڈیشن ۳۹ روپے

مشہور شاعر اور نثر نگار مولانا عبدالرحمٰن صاحب عاجز مالیر کوٹلوی کے حصے میں بہت بڑی سعادت آئی ہے کہ وہ مدت سے نظم و نثر کے ذریعے دین و اخلاق کی خدمت میں مصروف ہیں۔ ان کا اسلوبِ نگارش بڑا دلگداز اور اثر انگیز ہے۔ فی الحقیقت اللہ تعالیٰ نے انہیں قلبِ تپاں سے نوازا ہے۔ دین سے اپنی بے پناہ محبت اور ہدایت و اصلاح کی تڑپ کو وہ اپنی تحریروں میں اس طرح سمو دیتے ہیں کہ سخت سے سخت دل بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کسی مصنف یا شاعر کے لئے یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے کہ وہ اس کی ذہنی اور تحقیقی کاوشوں میں تاثیر پیدا کر دے۔ ہمیں یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ مولانا عاجز کی نظم اور نثر دونوں میں بلا کی تاثیر ہوتی ہے۔ اگر اس تاثیر کی بدولت کچھ لوگوں کو ہدایت نصیب ہو جائے اور وہ دنیا پرستی کی دلدل سے نکل کر اپنی آخرت سنوارنے کی فکر میں لگ جائیں تو مولانا عاجز کی نظم و نثر ان کے لئے توشۂ آخرت ثابت ہو سکتی ہے۔ مولانا موصوف سے ہمیں ذاتی نیاز حاصل ہے، وہ حضرت علامہ اقبالؒ کے اس شعر کی سچی تصویر ہیں۔

؎ نرم دمِ گفتگو، گرم دمِ جستجو
رزم ہو یا بزم ہو، پاک دل و پاکباز

زیرِ نظر کتاب "موت کے سائے" مولانا عاجز کی تازہ ترین تالیف ہے۔ اس کتاب کا بنظرِ غائر مطالعہ کر کے ہم حیران ہیں کہ اس پر کیا تبصرہ کریں کیونکہ جو باتیں تبصرے میں کہی جا سکتی ہیں وہ سب اس کتاب کے اندر موجود ہیں تاہم امتثالِ امر کے طور پر یہ چند سطور اہلِ علم کو اس بلند پایہ کتاب سے متعارف کرانے کیلئے

magazine.mohaddis.com

لکھی جارہی ہیں ـــــ کتاب کا موضوع ہے "موت" اور یہ اپنے موضوع کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہے۔ موت ایک ایسی حقیقت ہے کہ ذاتِ باری تعالیٰ کے سوا کسی کو اس سے مفر نہیں۔ اس کے سامنے تمام مخلوق بے بس ہے اور مقررہ وقت اور جگہ پر اس کا آنا اٹل ہے' اسی لئے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا میں اس طرح رہو جیسے کوئی مسافر رہتا ہے' نہیں بلکہ جیسے کوئی مسافر رستہ چلتے ہوئے ہوتا ہے۔ (صحیح بخاری) قرآنِ کریم میں ارشاد ہوا ہے کہ تم جہاں کہیں بھی ہو، موت تمہاری گردن آدبوچے گی اگرچہ تم مضبوط قلعوں اور محلوں میں چلے جاؤ' چنانچہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمائی ہے کہ موت کو کثرت سے یاد کیا کرو جو کہ دنیوی عیش و عشرت اور لذتوں کو مٹا دینے والی ہے۔

علمائے ربّانی نے قرآن وحدیث کی روشنی میں موت کی جو تشریح کی ہے وہ یہ ہے کہ موت نہ عدمِ محض ہے اور نہ فنائے محض بلکہ جسم اور روح کی مفارقت یا جسم سے روح کے تدبیری تعلق کے یکسر منقطع ہونے کا نام موت ہے۔ روح جسم سے نکل کر خدا کی طرف لوٹ جاتی ہے یعنی جسم میں جہاں سے آکر داخل ہوئی تھی وہیں واپس چلی جاتی ہے اور جسدِ بے روح کے اجزاء کچھ مدت میں منتشر ہو جاتے ہیں۔ قرآنِ حکیم میں بتایا گیا ہے کہ انسان کے لئے دو موتیں اور دو حیاتیں ہیں' پہلی موت وہ ہے جس میں انسان کی تخلیق نہیں ہوئی تھی اور وہ عنصر یا مادہ کی صورت میں تھا پھر اس میں روح پھونکی گئی یعنی وہ زندہ ہو کر اس دنیا میں پیدا ہوا یہ اس کی پہلی حیات یا زندگی ہے۔ پھر موت آئے گی اور جسم اور روح ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں گے' جسم اگلی مادّی صورت میں تبدیل ہو جائے گا اور روح خدا کی طرف لوٹ جائے گی' یہ دوسری موت ہے پھر اللہ تعالیٰ انسان کی روح کو جسم عطا کر کے زندہ کرے گا یہ اس کی دوسری زندگی یا حیات ہے جس کے بعد پھر موت نہیں' یہی وہ آخرت ہے جس کے لئے انسان کو تیاری کرنے کی ضرورت ہے اس عالمِ آخرت میں اگر کچھ پلّے ہو گا تو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور نعمتیں جنت کی صورت میں ملیں گی ورنہ نارِ جہنم کے بھڑکتے ہوئے شعلے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت کے لئے زادِ راہ مہیا کرنے کی توفیق دے۔ یہ کتاب موت کو یاد دلاتی ہے اور دل میں آخرت کے لئے کچھ کرنے کی فکر پیدا کرتی ہے۔ فاضل مؤلف نے اس موضوع پر قرآنِ حکیم سے استدلال کرنے کے علاوہ سیّد الانام صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار ارشادات اور صحابہ کرامؓ و دوسرے متعدد سلف صالحین کے حالات اور فرمودات بڑی تحقیق و تفحص کے ساتھ جمع کر دیئے ہیں۔ اس طرح یہ کتاب قرآن وحدیث، سیرت و تاریخ اور ادب و انشاء کا نہایت حسین امتزاج بن گئی ہے۔ اس کو پڑھ کر دل میں خشیتِ الٰہی پیدا ہوتی ہے اور قلب و نظر کی تطہیر ہوتی ہے۔ اس کتاب کا ہر مسلمان گھرانے میں ہونا بے شمار فوائد کا حامل ہے۔ کتاب کا کاغذ، کتابت' طباعت' جلد بندی' ہر چیز نہایت شاندار ہے اور جس اونچے پایہ کی یہ کتاب ہے اس کے شایانِ شان ہے۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

آخر میں ہم دو تین گزارشات فاضل مؤلف کی خدمت میں کرنا چاہتے ہیں، پہلی یہ کہ ہر صفحہ کے نیچے اپنی دکان کا اشتہار دینا کتاب کی ثقاہت کے خلاف ہے دوسری یہ کہ کتاب کے آغاز میں تقریظیں لکھوا کر شائع کرنا اب متروک ہو چکا ہے کیونکہ اہلِ علم اسے خود ستائی اور احساسِ کمتری کے مترادف سمجھتے ہیں۔ تیسری یہ کہ کتابیات میں جن مآخذ کے نام دیئے گئے ہیں ان کے مصنفین کے نام دینے بھی ضروری تھے کیونکہ ہر شخص نہیں جانتا کہ صفۃ الصفوۃ، کتاب الروح، شرح الصدور، صید الخاطر وغیرہ کا مصنف کون ہے؟ امید ہے اگلے ایڈیشن میں یہ تسامحات دور کر دیئے جائیں گے۔

(طالب ہاشمی)

نام کتاب .... فقہی اختلافات کی اصلیت تالیف .. حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

مترجم ... مولانا محمد عبید اللہ بن خوشی محمد ناشر .. علماء اکیڈمی محکمہ اوقاف پنجاب ۰ لاہور

صفحات .... ۱۰۲ صفحات قیمت .... ۱۲ روپے

یہ کتاب شاہ ولی اللہؒ کی مشہور تصنیف "الانصاف" کا اردو ترجمہ ہے۔ اس کے مترجم مولانا محمد عبید اللہ بن خوشی محمد صاحب علمی دنیا کے ابھرتے ہوئے اہلِ قلم ہیں ان کے مضامین مختلف اخبارات و جرائد میں چھپتے رہتے ہیں۔ اس کتاب کا ترجمہ کر کے محترم مولانا محمد عبید اللہ صاحب نے علمی میدان میں مزید پیش رفت کی ہے جس کی قدر افزائی کی جانی چاہیئے۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کتاب تصنیف کر کے اتحادِ امت کو فروغ دینے کی عظیم کوشش فرمائی ہے۔ اس سلسلہ میں مختلف حلقوں کی مساعی کو بار آور بنانے کے لئے طریقِ کار کی وضاحت کے لئے اس کتاب کا ترجمہ افادۂ عام کیلئے ناگزیر تھا۔ تاہم جوشِ اتحاد میں علمی اور تحقیقی روش کو جو نقصان پہنچ سکتا ہے اس کا تحفظ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اہلِ فقہ چند کے سوا بیشتر حدیث کی برتری کو نہیں پہنچتے۔ صحیح وضعیف میں امتیاز نہیں کرتے اور نہ کھری کھوٹی روایات کو پہچانتے ہیں، انہوں نے یہ طے کر رکھا ہے کہ ضعیف روایات اور منقطع احادیث کو بھی، اگر وہ ان کے ائمہ میں مشہور ہوں اور زبانوں پر ان کا چرچا ہو تو قبول کر لیں گے خواہ وہ صحت اور یقینی علم کی حامل نہ ہوں۔ ان کی یہ لغزش بے خبری کے باعث ہے" (صفحہ ۵۵)

اہلِ حدیث اور اہلِ فقہ کے درمیان اور خود صحابہ کرامؓ اور فقہاء کے درمیان اختلاف کے اسباب و علل جاننے کے لئے اس کتاب کا مطالعہ انتہائی مفید ثابت ہو گا۔

کتاب کو سہل اور عام فہم بنانے میں فاضل مترجم کی طرف سے حواشی کا بھی بہت دخل ہے۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

عمدہ طباعت اور نفیس کتابت ——— قیمت ۱۲ روپے نہایت مناسب ہے۔

(عطاء الرحمٰن ثاقب)

تیئس پروانے شمع رسالت کے!

از، طالب ہاشمی

ضخامت... ۲۱۲ صفحات بڑا سائز ، سنہری ڈائی دار مجلّد ، قیمت ..... چالیس روپے

ناشر.. مکتبہ چراغِ اسلام۔ قذافی مارکیٹ اردو بازار ——— لاہور

جناب طالب ہاشمی کا نام علمی اور دینی حلقوں میں کسی تعارف کا محتاج نہیں، وہ ایک صاحبِ طرز مؤرخ اور سیرت نگار ہیں اور مدتوں سے صحابہؓ کرام، صحابیاتؓ اور امت کے دوسرے اکابر کے انوارِ سیرت کو کتابوں کے اوراق پر سجا کر پیش کر رہے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب میں انہوں نے تیئس جلیل القدر صحابہؓ کرام کے مستند اور مفصل حالات ایسے دلآویز انداز میں پیش کئے ہیں کہ انہیں پڑھ کر ایمان تازہ ہو جاتا ہے اور قاری کے دل میں ان مقدس ہستیوں کے نقوشِ قدم پر چلنے کی تڑپ پیدا ہوتی ہے۔ کتاب کا مقدمہ ادیبِ شہیر مولانا ماہر القادریؒ نے لکھا ہے اسی سے کتاب کی قدر و قیمت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

یہ کتاب جن صحابہ کرامؓ کے حالات پر مشتمل ہے ان میں سے چند کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

محبوبِ رسول حضرت زیدؓ بن حارثہ، میزبانِ رسول حضرت ابو ایوب انصاریؓ، حضرت اُسیدؓ بن حضیر نعم الرجل، حضرتِ حذیفہؓ بن الیمان صاحب السر، حضرتِ سعدؓ بن معاذ انصارِ صدیق، حضرت خبیبؓ بن عدی بلیع الارض، حضرتِ سلمان الخیر فارسیؓ، حضرت ضرارؓ بن ازور ضیغمِ اسلام، حضرت عبداللہؓ بن مسعود فقیہ الامت، حضرت ابو ذر غفاریؓ خلیلِ رسول، حضرت ثابتؓ بن قیس خطیبِ رسول اللہ، حضرت صہیبؓ رومی نعم العبد، حضرت ابو قتادہؓ فارس رسول اللہ، حضرت سہیلؓ بن عمرو خطیبِ قریش، حضرت ابو سفیانؓ سپہ سالارِ قریش یہ کتاب ہر لحاظ سے مطالعہ کے لائق ہے اور ہر لائبریری اور دینی گھرانے میں اس کی موجودگی بے انتہا افادیت کا باعث ہو سکتی ہے۔

فاضل مؤلف اور ناشر دونوں اس گرانقدر کتاب کی اشاعت پر مبارکباد کے مستحق ہیں (اکرام اللہ ساجد)

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

محدّث میں اشتہارات دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

براہ کرم جن حضرات کے ذمہ سالانہ زرِ تعاون واجب الادا ہے، جلد ادا فرمائیں۔

(مینجر)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

Regd. No. L. 7895 Phones : 852897 - 63210

Monthly MOHADDIS Lahore-14

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL

★ عناد اور تعصب قوم کے لیے زہر ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں ـــــــ لیکن تعصبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کے لیے رحمت کا باعث ہے۔

★ علوم جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقا کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں ـــــــ لیکن قدیم علوم اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

★ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اقدار کے منافی ہے ـــــــ لیکن دین اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا حمیت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

★ تبلیغ دین اور نشر و اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالحِ دینیہ کے خلاف ہے، ـــــــ لیکن حرام و حلال کے امتیاز میں رواداری برتنا اور قوانین و مسائلِ اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی رُوح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

★ آئین و سیاست سے بیگانہ ہو کر عبادت کے لیے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے ـــــــ لیکن

ع جُدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

★ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اوصاف میں داخل ہے ـــــــ لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

◎

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو :

مُحدّث

کا مطالعہ فرمایئے۔ آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزیّن پائیں گے ان شاء اللہ۔ کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

زرِ سالانہ ۱۵ روپے

فی پرچہ ۱/۵۰ روپے